لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۷ شوال ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta : Wednesday September 9. 1914. | نمبر ۱۱

Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad,

14, McLeod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الہلال

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
١٤ - مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ٦٤٨

سالانہ - ١٢ - روپیہ
ششماہی - ٦ - ١٢ - آنہ

نمبر ١١ | کلکتہ : چہار شنبہ ١٧ - شوال ١٣٣٢ ہجری | جلد ٥
Calcutta : Wednesday, September, 9 1914.

الاسبوع

انتظار کی رات کب کی ختم ہوچکی ہے مگر صبح نتائج کا انتظار کرنے والے ابتک کروٹیں بدل رہے ہیں - حوادث و سوانح کا آفتاب کب کا طلوع ہوچکا ہے مگر منتظرین طلوع ابتک ٹکٹکی لگائے ہوے ہیں - پھر یہ کب اٹھینگے ؟ کیا اس وقت جب اس صبح کی دوپہر پھیل جائیگی اور سورج سر پر پہنچکر نظروں کو خیرہ کردیگا ؟ فسینغضون الیک رؤسہم ، و یقولون متی ھو ؟ قل " عسیٰ ان یکون قریبا "

فرانس کے میدان جنگ کی سب سے قیمتی امید یعنی روس کو بالآخر مشرقی پروشیا میں شکستیں ملنی شروع ہوگئیں اور ایسی شکستیں جنکو خود روس "شکست" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے ! چنانچہ جو خبریں ٢ سپتمبر کو لندن سے آئی ہیں وہ روسی اسٹاف کا یہ اعلان نقل کرتی ہیں کہ "پروشیا میں جرمن کمک پہنچ گئی اور اس نے روسی فوج کو تہ و بالا کردیا "

کیا اب روس برلن نہیں پہنچیگا حالانکہ کمبخت جرمنی پیرس سے ٢٥ میل کے فاصلے پر محاصرہ کی طیاریاں کررہا ہے ؟

آسٹریا کی شکستیں اگر ویسی ہی ہیں جیسی بیان کی گئی ہیں تو فی الحقیقت اسکے طرف سے بالکل نا امید ہونا چاہیے - روسی پیش قدمی گلیشیا میں برابر بڑھتی جاتی ہے - بخت نصر کے بعد (جسنے بنی اسرائیل کو یروشلیم میں گرفتار کیا تھا) اب تاریخ نے دوسرا نام زار روس کا درج کیا ہے ، جس نے لیمبرگ میں ٧٠٠٠٠ ہزار زندہ آسٹرین گرفتار کر لیے ہیں !

بحر شمال میں گو ابتک منتظرہ معرکہ نہیں ہوا لیکن ہیلی گولینڈ میں ایک معرکے کے گرم ہونے اور انگریزی فتح کی خبروں نے بحری توجہ پیدا کرادی ہے - یہ مقابلہ محض تیسرے درجہ کے کروزروں کا مقابلہ تھا - اسکے بعد بھی ابھی کسی جرمن جہاز کے ڈوبنے اور کبھی کسی انگریزی جہاز کے ڈوبنے کی خبریں آتی رہی ہیں -

جاپان کے متعلق بالکل سناٹا ہے بجز اس اعلان کے کہ کیا چو کے سات جزیروں پر قبضہ کرلیا گیا -

روس ، فرانس ، اور انگلستان نے آپس میں معاہدہ کر لیا ہے کہ ہم میں سے کوئی تنہا طاقت جرمنی سے صلح کر لینے کی مجاز نہوگی - شاید اسکی ضرورت اسلیے پیش آئی ہے کہ جرمنی کے پیرس پر پہنچ جانے نے فرانس کے مضطربہ صلح ہونے کا خدشہ پیدا کر دیا ہے -

مسٹر ایسکویتھ نے ٤ ستمبر کو گلڈ ہال میں موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور کہا کہ انگلستان بلجیم کی حمایت کے لیے اٹھہ کھڑا نہوتا تو یہ ذلت کی انتہا تھی - انہوں نے جرمنی کے مفتوحہ ممالک پر جزیہ لگانے اور لوین کی آتشزدگی کے طرف اشارہ کرتے ہوے کہا : " قانون پر قوت اور آزادی پر بہیمیت کی حکومت دیکھنے سے پہلے میں اپنے ملک کو صفحۂ تاریخ سے محو ہوتا دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں "

یہہ بڑی موثر اور عمدہ بات ہے جو انہوں نے کہی مگر واقعہ یہی ہے کہ جرمنی سے باہر بھی ہر جگہہ حکومت قوت ہی کی ہے نہ کہ قانون کی - انگلستان کو قوت ہے اور وہ جرمنی کے "وحشیانہ" عمال پر معترض ہے - ٹرکی کو قوت نہ تھی - وہ طرابلس میں اٹلی کے لیے کچھہ نہ کرسکی -

پچھلے جرمن اور متحدہ افواج کے معرکوں کے متعلق اب زیادہ طولانی تار آ رہے ہیں ، لیکن سب کا خلاصہ یہی ہے کہ جرمنی با وجود فوجی ناقابلیت و نالائقی کے ہر معرکے میں کامیاب ہوئی اور متحدہ افواج باوجود انتہا درجہ و فوجی فضائل اور عسکری مناقب میں کامیاب ہونے کے بالآخر ناکام رہی !

خیر ، عالم جسم و مادہ کے علاوہ ایک اقلیم روح و معنی بھی ہے - کیا ہوا اگر دشمن زمین کے ٹکڑوں اور اینٹ چونے کے بنائے ہوئے قلعوں کے لینے میں کامیاب ہوگیا ؟ اخلاق و جذبات کی سرزمین مقدس میں تو اسے ایک انچ جگہہ بھی نہ ملسکی حالانکہ متحدہ افواج نے بلجیم کی محدود سرزمین کی جگہہ ایک پوری اقلیم محاسن و مناقب فتح کرلی ہے !

جرمنی اگر بڑھتی بھی ہے تو بالکل بیہودہ طور پر ، لیکن متحدہ افواج ہٹتی بھی ہیں تو شاندار طریقہ سے ، یادگار سرد طبعی کے ساتھہ ، بغیر کسی معقول نقصان کے - پھر جو لوگ محض زمین ناپنے کا فیتہ لیے ہوے افسوس کر رہے ہیں ، کیا انکے پاس جنگی مصالح ، فوجی فضائل ، اور اخلاقی فتحمندیوں کی پیمایش کے لیے کوئی آلہ نہیں ؟

نقشه یورپ جنگ سے پہلے

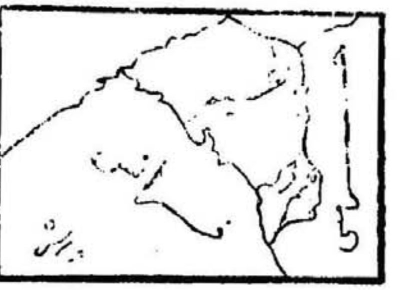

مشاهدات جنگ

حالت بست روزہ کے بعد

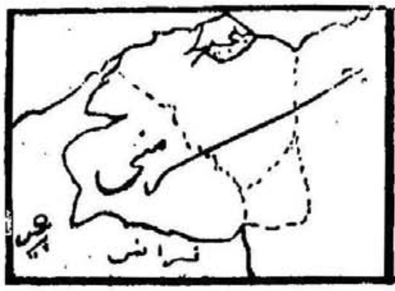

(طلوع نتائج)

سورج جب اچھی طرح بلند هوجاتا ہے تو اسکی روشنی تنگ اور نشیبی گوشوں تک پہنچ جاتی ہے' مگر صبح کو روشنی کے نظارے کے لیے میدان چاهیے -

جنگ یورپ کے نتائج کی صبح شروع هوئی مگر میدان سے باهر نظر نه آئی - بہت کم آنکهیں جاگتی تهیں جو سفیدی کے دوروں کو دیکهه سکیں ' لیکن اب اچھی طرح روشنی چهیل گئی ہے اور آفتاب اسقدر بلند هوچکا ہے که اس سے انکار ممکن نہیں - مگر:

و غرتکم الامانی حتی جاء امر الله (۵۷ : ۳۲)	افسوس که بیجا امیدوں نے تمهیں دهوکے میں رکها' یہانتک که امر الهی آ پہونچا !

بہر حال اب موسم اچھی طرح بدل چکا ہے اور خود هندوستان کا انگریزی پریس میدان جنگ کے متعلق علانیه اُن رایوں کے اظہار پر مجبور هوگیا ہے جو سرکاری محکمۂ خبر رسانی کی تفسیرات و تاویلات سے بالکل مختلف هیں -

مقامی مشاق تاویل و توجیهه معاصر (اسٹیٹسمین) ۷ - کے لیڈنگ ارٹیکل میں اعتراف کرتا ہے : "جہاں تک واقعات ظاهر هوے هیں' انکا موازنه نا گزیر طور پر یہی ظاهر کرتا ہے که انگریزی اور فرانسیسی امانیہ اپنا کام نہیں جانتی " فاقبل بعضهم علی بعض یتلاومون ! قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

یکم ستمبر کے ٹایمس آف انڈیا میں ایک طویل بحث کے بعد تسلیم کیا ہے که جرمنی اپنا کام پورا کر رها ہے - اس نے اپنا تمام راسته بالکل صاف کر دیا' اور اب امید کا سہارا صرف روسی پیش قدمی پر ہے - اگر ایک دن بهی جرمنی فرانس میں نه بڑھے تو خوش هونا چاهیے که روس کو چوبیس گهنٹه بڑھنے کی اور مہلت مل گئی !

لیکن افسوس ہے که نه تو جرمنی رک سکا' اور نه روس کو جرمنی کے اندر بڑهنے کی مہلت ملی - ساری امیدیں کونگز برگ کی طرف روس کے بڑهنے پر تهیں : کمثل العنکبوت اتخذت بیتا (۲۹ : ۳۰) لیکن جرمنی نے اسے وهانسے بالکل هٹا دیا' اور جبکه جرمنی پیرس سے ۲۵ میل پر ہے تو روس کی پیش قدمی کا سرے سے کوئی وجود هی نہیں ! و ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۳۱)

(مزید پیش قدمی)

بالاخر همارا خیال بالکل صحیح نکلا جو هم نے گذشته اشاعت کے افتتاحیۂ جنگ میں ظاهر کیا تها' اور قبل اسکے که پرچه ڈاک میں پڑے' اطلاع آ گئی که " حکومۃ فرانس نے پیرس چهوڑ دیا اور بورڈو چلی گئی " بورڈو پیرس سے ۳ سو میل جنوب میں ہے - اخبار طان وغیرہ کے دفاتر بهی وهیں چلے گئے هیں' اور یه انتقال اس امر کا صریح ثبوت ہے که فرانس پیرس کے محفوظ رهنے کی پوری امید نہیں رکهتا -

حسب معمول اس تار کے بعد هی اسکی تشریحات و توجیهات کا سلسله شروع هوگیا' اور یکے بعد دیگرے اطلاعات شایع هونے لگیں - چند تاروں میں تو اُن " ماهرین جنگ " کی تشفی بخش رائیں هیں جو اجکل هر موقعه پر فنون جنگ اور مصالح حربیه کی بے تحاشا بخشش کے لیے همه تن مستعد رهتے هیں اور اچهی طرح جانتے هیں که فن جنگ کے دقائق کو ایسے موقعوں پر کیونکر خرچ کرنا چاهیے' مگر بعض تاروں میں وهی " مصلحت جنگی " کا اعلان ہے جو اس سے پہلے بهی هر ایسے موقعه پر هوچکا ہے -

ان سب تاروں کا خلاصه یه ہے که پیرس سے حکومت کا منتقل هونا کوئی پریشانی کی بات نہیں - یه نہایت عمده تدبیر ہے اور ایک اعلی قسم کی "جنگی مصلحت"

" جنگی مصلحت " اسمیں شک نہیں که ایک قیمتی چیز ہے لیکن شاید اُن لوگوں کیلیے اسکے دائمی اسراف میں چنداں تشفی نہو جو فن جنگ کے مصالح سے ناواقف هیں - وہ کہتے هیں که نامور و مسخر هوگیا - یه جنگی مصلحت تهی - برسلز سے مثل پیرس کے حکومت اٹهه آئی - یه جنگی مصلحت تهی -

متحده افواج نے شارلی رائے کے معرکه میں اپنا خط چهوڑ دیا یه جنگی مصلحت تهی پهر لیل اور امینس کے خط سے بهی پیچهے هٹ آئی - یه جنگی مصلحت تهی - و قس علی ذالک - پهر آخر اسکا سلسله کب تک رهیگا ؟ اور کیوں کمبخت جرمنی "جنگی مصلحت" سے ایک جگهه بهی نہیں چهوڑتی ؟

(موجودہ خط حصار جرمنی)

هم نے گذشته اشاعت میں ظاهر کیا تها که جرمنی کیمبرے تک آگئی ہے اور اب ۸۰ میل سے بهی کم فاصله پیرس سے رهگیا ہے - لیکن هفته رواں میں اسکی پیش قدمی اسقدر تیزی سے جاری رهی جسنے هر چوبیس گهنٹے میں ایک نئے تغیر کی خبر سنائی -

کیمبرے کے بعد جرمنی فوج اور آگے بڑهی - خبروں سے معلوم هوا که با پام پر لڑائی هو رهی ہے جو کیمبرے کے عقب میں ہے' اور دریائے سوامی کے اُس پار ایمینس' لافیرے' لیون' هوتے هوے میزرس تک متحده افواج نے اپنا خط دفاع بنایا ہے اور جرمنی کو روکنے کی جانبازانه کوشش کر رهے هیں -

اب متحده افواج کیلیے سب سے بڑی امیدگاہ " ریم " تها جو پیرس سے مشرق جانب نہایت مستحکم قلعه بند مقام ہے' اور آبادی کے چاروں طرف آٹهه قلعے مدور بنے هوے هیں - بار بار تاروں میں اطمینان دلایا گیا تها که یہاں دشمن کچهه نه کرسکیگا - لیکن اسکے بعد هی جرمنی کے ریم سے بهی آگے بڑھ آنے کی اطلاع ملی اور همارے مستعد انگریزی معاصر (اسٹیٹسمین) نے یه توجیهه کرلی که "جنگی" مصلحت سے غالباً ریم چهوڑ دیا گیا "

اب ریم کے بعد پیرس کے سوا اور کوئی مستحکم ورک نہیں رہی تھی - چنانچہ اسکے بعد ہی جرمنی کے لافرتے زرافرے نامی ایک مقام تک آجانے کی خبر ملی جو پیرس سے صرف ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے

آخری تار برقی موجودہ حالات کو زیادہ روشنی بخشتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب جرمنی فوج کے قرب و بعد کا سوال نہیں رہا بلکہ بالکل پیرس کے محاصرے کا - پیرس سے مشرق میں نان ٹیول، و میوس، وتری، نامی مقامات کا ایک جنوب رویہ خط چلا گیا ہے اور اس سے اوپر مشرقی جانب فرانسیسی جرمن سرحد کا قلعہ وردن ہے - جرمن فوج نے اسی کو اپنا خط مقرر کیا ہے اور فوج پھیلا رہی ہے -

جرمن فوج نے پیرس کے سامنے دریاے اواس (یا اوے) کے کنارے قیام نہیں کیا اور اوسکے مشرق میں خط ہجوم پہنچا - اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شاید اس جانب متحدہ افواج نے آسے شکستیں دیدی ہیں -

مگر نقشہ دیکھنے سے اس خیال کی صحت مشتبہ ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کرنے میں جرمنی نے اپنے اوس جنگی تدبیر اور دانشمندی کا ایک تازہ ترین ثبوت دیا ہے جو فوج کے سفر اور قوت کے پھیلاؤ میں ابتدا سے دکھلاتی آئی ہے - پیرس کے مشرق میں آنے سے اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندرون جرمنی سے لیکر پیرس تک ایک ایسا قریبی اور مسلسل فوجی خط قائم ہوسکے جو جرمنی اور اطراف پیرس کو ایک کردے، اور وہ ہر دم اپنے مرکز سے قوت پاتی رہی -

چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ پیرس کے مشرق میں جرمنی کا سرحدی قلعہ " میٹز " ٹھیک پیرس کے محاذ میں واقع ہے اور اسکے سامنے فرانسیسی سرحد کے اندر وردن ہے - پیرس سے اگر ایک سیدھا خط کھینچا جاے تو وہ وردن ہوتا ہوا میٹز تک پہنچیگا اور وہاں سے مائل بہ شمال ہوکر سیدھا برلن تک چلا جائیگا - اسی میٹز کو آجکل قیصر جرمن نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اور فوجی قوت کے ایک مرکزی سرچشمہ کی حیثیت رکھتا ہے - پس جرمن فوج نے اندرون فرانس اب جرمن قوت کو مرکز سے بالکل وابستہ کردینے کیلیے نان تیول، اور میوس، وتری، اور وردن کے خط مثلث کو اپنا قیام گاہ بنادیا، اور وردن میں آکر بخط مستقیم و متصل، میٹز سے ملادی جہاں خود قیصر موجود ہے!

پیرس سے میٹز تک کا خط ۱۸۰ میل کا ہے اسمیں سے ۲۵ میل نکالدینے چاہئیں جو پیرس اور نان تیول کا باہمی فاصلہ ہے - باقی ۱۵۵ رہے - پس اس سے ظاہر ہوا کہ سرحد فرانس کے اندر اور پیرس کے سامنے ۱۵۵ میل طول تک جرمنی نے اپنا فوجی خط پھیلا دیا ہے اور ساتھہ ہی اسے میٹز کے ہیڈ کوارٹر سے بالکل ملادیا ہے!!

خدا کے ارادوں کو کون جان سکتا ہے ؟ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ - لیکن یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ جرمنی نے اپنے خط جنگ کی تمام منزلیں طے کرلی ہیں، اور اب صرف پیرس کا قبضہ باقی ہے - روس اسپر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہا، اور فرانس کا ابتدائی حملہ بھی کچھہ نہ کرسکا - انگریزی فوج نے فرانس کی مدد کی پوری کوشش کی، مگر وہ فرانسیسی فوج کی غلطیوں کو یا بے تدبیری کو کہاں تک دور کرتی ؟ کام کرنے کی اصلی جگہ خود فرانس کی تھی نہ کہ انگلستان کی - پھر بھی جرمنی کو پیرس تک آنے میں جتنا وقت لگا، معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگریزی فوج کی موجودگی اسکا باعث ہوئی، ورنہ اگر صرف تنہا فرانس ہوتا تو نہیں معلوم واقعات کی صورت موجودہ حالت سے بھی کسقدر افسوس ناک ہوتی - قرائن صاف کہتے ہیں کہ اب آخری نتائج دور نہیں : بل الساعة موعدهم والساعة ادهى و امر

جنگ کے شروع ہوتے ہی ولایت کی ڈاک میں بے ترتیبی شروع ہوگئی - جمعہ کی جگہ سنیچر اور اتوار کو اسٹیمر پہنچنے لگا اور ایک بار تو پیر کے دن پہنچا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک ہفتہ کی ڈاک دوسرے ہفتہ میں ملنے لگی - ادارۂ الہلال اور متعدد مقامات میں پچھلے ہفتہ کی ڈاک بالکل نہیں آئی اور شہر میں لنڈن کے اخبارات و رسائل پانچ پانچ روپیہ قیمت پر بھی نہ ملے - بارے الحمد للہ کہ کل دونوں ہفتوں کی ڈاک یکجا ملگئی ہے، اور اسمیں جنگ کے متعلق مضامین و تصاویر اور نقشوں کا نہایت مفید اور دلچسپ ذخیرہ ہے - افسوس کہ اس ہفتہ اس سے کچھہ کام نہیں لے سکتے -

اس وقت کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قیصر جرمن فرانس کے اندر پہونچ گیا ہے اور " نانسی " میں موجود تھا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جرمن طیاریوں کا کیا حال ہے ؟

ذیل کے نقشہ میں جرمنی کا پیرس کے پاس موجودہ خط ہجوم دکھلایا گیا ہے جو آج تک کی خبروں سے واضح ہوتا ہے - نان تیول سے یہ خط اسی قدر نیچے وتری نامی ایک مقام تک آتا ہے - وہاں سے پھر وردن پر مائل بہ شمال بلند ہوگیا ہے - اس خط ہجوم میں بڑی مصلحت یہ رکھی گئی ہے کہ وردن کے سامنے اور سرحد کے اندر میٹز ہے جہاں قیصر جرمنی موجود ہے اور جرمن ہیڈ کوارٹر قرار پایا ہے - پس اسطرح فرانس کے اندر جرمن قوت اپنے ہیڈ کوارٹر سے بالکل متصل ہوگئی - میٹز کو نمایاں کرنے کے لیے ایک جھنڈا بنادیا ہے - انگریزی فوج کے متعلق اخری اطلاع جو ملی ہے اسکے مطابق وہ جرمن خط کے عقب میں ہوگی جہاں نقشہ میں دوسرا جھنڈا نمایاں کیا گیا ہے -

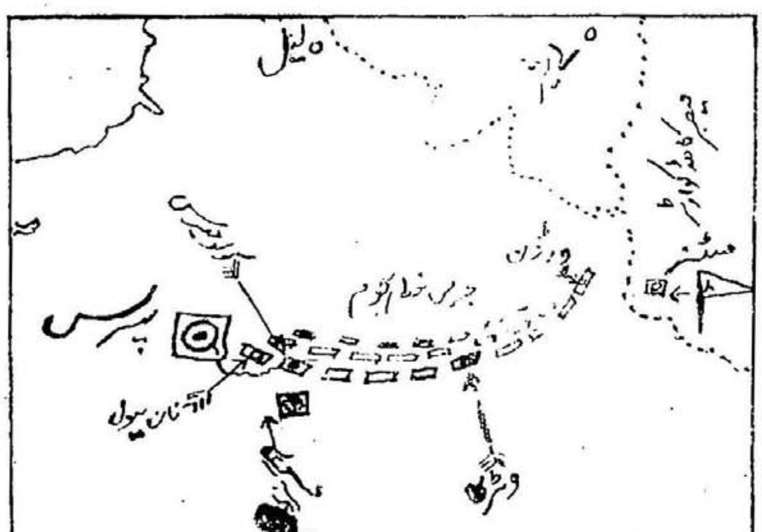

الهلال

۱۷ شوال ۱۳۳۲ هجري

يوم التغابن

معاربه عظيمه منتظره موعوده

اور

ليالي جنگ كي صبح نتائج !

(۲۶ - اگست سنه ۱۹۱۴)

هذ الذي كنتم به تكذبون ! ۸۳ : ۱۷

وه ' آزمايش ثبات اور امتحان قيام كا ايک يوم عظيم تها جو آيا اور چلاگيا ' وه اميد و بيم ' استقرار و اضطرار ' اور اقدام و تقهقهر كي ايک تقسيم و تقدير تهي جو آئي اور چلي گئي ' وه فوز و خسران اور اقبال و ادبار كا ايک پيغام تها جو پهنچا اور سناديا گيا ' وه قتل و مقتولي ' حكم و محكومي ' امر و ماموري ' اور قهر و مقهوري كا ايک تماشاگاه تها جو شروع هوا اور ختم بهي هوگيا ' وه آنے والے وقتوں اور هونے والے واقعات كے ليے ايک امر ناطق ' ايک حاكم فاصل ' اور ايک ترجمان مستقبل تها جس نے اپنا حكم سنايا اور پورا هوا ' وه تسابق احزاب ' تصادم قومي ' اور تنافس سيوف و مدافع كا اولين فيصله تها جو هونے والا تها اور هوگيا - غرضكه وه شب هاے انتظار اور ليالي خوف و طمع كي ايک صبح نتائج تهي ' جسكي هولناک اور محشر خيز روشني درياے "مي يوز" كي پر امن اور ساكن سطح كے افق پر نمودار هوئي ' اور قلعهٔ "ميزيريس" اور "مونٹ ميدي" كي برجيوں تک پهيلكر آنے والے يوم عظيم ميں مدغم هوگئي :

والليل اذا ادبر ا و الصبح اذا اسفر ا انها لا حدى الكبـر ' نذيراً للبشر ' لمن شاء منكم ان يتقدم او يتاخر ا (۷۴ : ۴۰)

" (پس) قسم هے (انتظار كے) رات كي جب وه ختم هونے لگے ' اور صبح (نتائج) كي جب وه روشن هوجاے ' كه دنيا كے عظيم الشان واقعات ميں سے يه ايک عظيم الشان واقعه هے ' اور (اپنے آنے والے نتائج و حوادث) سے انسان كو ڈرانے والا هے - البته يه انذار و تخويف انهي كيليے هے جو تم ميں نظر عبرت ركهتے هيں ' اور جنكا دماغ فهم و فكر كيليے متحرک رهتا هے - يعني جو تم ميں سے آگے بڑهنا چاهتے هيں يا پيچهے هٹنا چاهتے هيں ' پر ايک هي خيال پر (پتهر كي طرح) منجمد نهيں " -

هاں ' يه سچ هے كه وه " يوم الفصل " نه تها جو آخري فيصله كرنے والا دن هے اور جو آنے والا هے :

ان " يوم الفصل " كان ميقاتا : يوم ينفخ في الصور فتاتون افواجـا ا (۷۸ : ۱۹)

بيشک فيصلے كا ايک دن مقرر هے - وه دن جبكه آخري نتائج كے ظهور كا صور پهونكا جائيگا اور تم فوج در فوج هر طرف سے ا جمع هوگے !

وه " يوم عسير " نه تها جو مصيبتوں كي انتها اور سختيوں اور صعوبتوں كے نزول كا آخري دن هوگا ' اور جبكه ان ايام هاے عيش و نشاط كا حساب ليا جائيگا ' جو اعمال عصيان و طغيان اور فساد في الارض ميں بسر كيے گئے هيں :

فذالـک يومئذ يوم عسير على الكافرين غير يسير ! (۷۴ : ۱۰)

پس وهي دن هے كه بڑے هي سختي اور مشكل كا دن هوگا ' جسميں كسي راه اور كسي شكل بهي آساني كي صورت نظر نه آئيگي !

وه " اجل مسمى " نه تهي جو آخري فتح و شكست اور نصرت و خسران كا فيصله كردےگي اور جو لكهي جا چكي هے :

وجعل لهم اجلا لاريب فيه (۱۷ : ۹۹)

اور انكے ليے ايک وقت مقرر كرديا هے جسكے آنے ميں كچهه شک نهيں

البته وه "يوم التغابن" تها - كيونكه اسميں هار جيت كا پهلا ميدان گرم هوا ' اور اسليے جنگ يورپ كے ايام عظيمه كي پهلي منزل جسكے ليے تمام سطح ارضي يكسر چشم انتظار تهي ' اسي ميں نمودار هوئي ' اور حوادث و سوانح كا قافله منزل نتائج پر پهنچا اور گذر گيا :

ذالك يوم التغابن ! (۶۴ : ۹)

(يقيناً) يهي هار جيت كا دن تها !

(انتظار غير مختتم !)

ليكن جبكه يهه سب كچهه جو هونے والا تها ' هوچكا - جبكه اس دن كے نتائج بجلي كي طرح چمک چكے اور بادل كي سي آوازے گرج چكے - جبكه وه آنے والا جس كا انتظار تها آگيا ' اور جس تماشے كا منتظر بنايا گيا تها وه شروع بهي هوا اور ختم بهي هوگيا ' تو ضلالت فكر ' غفلت راے ' اور دسالس كار كا يهه كيسا عجيب و غريب منظر هے كه انتظار كرنے والے ابتک بدستور مشغول انتظار هيں اور انسے كها جارها هے كه انتظار كيے جاؤ ؟ عشق نتائج كي وه شب تاريک جو تمام دنيا بڑي بے چينيوں اور بيقراريوں ميں كاٹ رهي تهي اور روشني كے ليے يكسر چشم هوگئي تهي ' بالاخر ختم هوئي اور اگر فيصله كا روز روشن نهيں تو اس كي صبح كي روشني تو ضرور پهيل گئي ' ليكن انسان كي جسارت غفلت كي اس سے بڑهكر اور كيا مثال هوگي كه آسمان كے طرف تكنے والے ابتک تک رهے هيں ' اور انسے كها جارها هے كه صبح كے ستارے كے ليے تكتے هي رهو اور جو روشني پهيلي هے اسے نه ديكهو ؟

پهر اگر يهه سچ هے كه ابتک كچهه بهي نهيں هوا اور جس منزل كا انتظار تها وه ابتک نهيں آئي ' تو آخر وه كب آئيگي ؟ منزلوں پر منزليں گذرتي گئيں ليكن هر مرتبه كها گيا كه وه نهيں آئي ' انقلاب پر انقلاب هوتے گئے ليكن هر تغير پر يقين كيا گيا كه وه نهيں آيا بلكه اب آئيگا - آخر يهه انتظار كب تک ؟ اور يهه تجاهل تا كے ؟

هل عندكم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون !

پهر كيا تمهارے پاس كوئي (اور) علم صحيح و تشفي بخش هے جو همارے (اطمينان و رفع شک كے ليے) تم پيش كر سكو ؟ افسوس كه تمهارے پاس كچهه بهي نهيں هے - سوا اسكے كه اپنے ظن و وهم سے لا يعني باتيں اڑاؤ !

اگر اميد كا حكم اور قياس كا فيصله ايسا هي هے تو يقين كرو كه يهه انتظار كبهي بهي ختم نه هوگا - يهاں تک كه انتظار كرنے والے انتظار هي ميں رهينگے اور انقلاب اور حوادث كا آخري ورق الٹ ديا جائيگا ' اور اس سے پهلے كا ورق تو كب كا الٹا جا چكا :

هل ينظرون الا الساعـة ان تاتيهم بغتة و هم لا يشعـرون (۱۳ : ۲۱)

كيا يه لوگ اس آخري وقت كے منتظر هيں كه ناگهاں انپر آجاے اور انكو خبر بهي نهو ؟

(عالمگیر غلطی)

غلطی جب عام هوجاے تو صحت کے لیے اثبات وجود مشکل هو جاتا هے' اور دنیا پر بعض ایسی گهڑیاں بهی آیا کرتی هیں جب دو اور دو کو چار ثابت کرنا بهی دقتوں سے خالی نہیں هوتا - اگر نیند کی غافل رات سب کو یک قلم سلا دے تو بیداری کی چند آنکهیں کس کس کی غفلت کے ماتم میں روئینگی ؟ موجودہ جنگ نے دنیا کے اُن تمام حصوں کے لیے جنکی معلومات کا ذریعہ صرف فریقین جنگ کی اطلاعات هیں' ایسی هی غفلت عام اور نظر محدود کی صورت اختیار کرلی هے' اور کشف حقیقت و استخراج صحیح کے ارادوں کے لیے بڑی هی سخت ابتلائیں درپیش هیں -

تاهم کوشش کرنی چاهیے که اگر حقیقت کو بے نقاب نہیں کر سکتے' تو اقلاً دو چار قدم آگے بڑهکر تو دیکهه سکیں' ورو به حیثیت واقعه نگاری کے سخت خائن هونگے اگر اس سعی سے هم اعراض کریں -

اسی کی ایک ابتدائی کوشش تهی جو گذشته هفته کا افتتاحیۀ جنگ لکهتے هوے کی گئی تهی - هم نے وثوق کے ساتهه یه خیال ظاهر کیا تها که آغاز جنگ سے جس عظیم الشان اور جنگ کی ابتدائی منزلوں کیلیے فیصله کن معرکه کا انتظار کیا جا رها هے' وہ هو چکا' اور یه سمجهنا که اسوقت تک جو کچهه هوچکا هے محض غیر اهم اور بے اثر ابتدائی مقابلے تهے' واقعات صریحه کی روشنی سے انکار کی ایک ایسی تعجب انگیز کوشش هے' جسکی مثال صرف اسی جنگ میں ملسکتی هے' ورنه دنیا اسقدر غافل کبهی بهی نه تهی - همنے ظن و تخمین اور قیاس آفرینیوں کی جگه ان اطلاعات پر اعتماد کیا تها جو سرکاری محکمه خبر رسانی کے ذریعه اس وقت تک پہنچالی گئی هیں - انهی کی ترتیب و انطباق سے یه نتیجه نکالا تها که جنگ ابتدائی منزلوں میں الجهی هوئی نہیں هے بلکه اپنے نصف اهم سے گذر چکی - اور اگر جنوبی یورپ کے معرکے کی تین منزلیں تهیں تو دو منزلیں بیس دن کے اندر ختم هو گئیں - اب صرف آخری منزل یعنے محاصرہ پیرس باقی رهگئی هے - پس گذرے هوے واقعات کا مستقبل میں انتظار کرنا بالکل بے فائدہ هوگا -

(طلوع و غروب)

امیدونکا آفتاب ایک هی وقت میں طلوع کی روشنی اور غروب کی تاریکی' دونوں رکهتا تها -

یهی خبریں هیں جنهوں نے همیں ابتداے جنگ سے جرمنی کی پے درپے شکستوں کی خبریں سنائی هیں جنکا سلسله ۲۱ - اگست تک بالکل غیر منقطع رها' اور توجیه و تاویل کےساتهه ابتک باقی هے - هم نے همیشه ان خبروں کو شوق و مسرت اور اطمینان کے ساتهه سنا' اور اس انتظار کو قبول کیا که عنقریب ایک سرحدی فیصله کن معرکه هوگا' اور جرمنی کی پیش قدمی جو بلجیم کی تنهائی اور ضعف سے فائدہ اٹها کر جاری هے' روک دی جائیگی - هم اب بهی ایسا هی کرنا چاهتے هیں لیکن افسوس هے که وهی ذریعه خبر رسانی جو ایک طرف متحدہ افواج کے جذبات و عواطف کی اخلاقی اور عسکری فتح مندیوں کے کار نامه هاے عظیم سے پر هے' بد قسمتی سے دوسری طرف جرمنی کی جغرافیائی اور پیمایشی پیش قدمیوں کے واقعات کی بهی مضطربانه خبر دے رها هے' اور هم حیران هیں که زمین اور پیمایش کے نقصان کی تلافی اُس فوجی قابلیت' بے جگرانه شجاعت' عسکری روح نشاط' اور اخلاقی اولو العزمی سے کیونکر کریں جو " فوجوں کے بالترتیب پیچهے هٹنے' " باوجود پسپا هوجانے کے کامیاب جوابی حملوں کے دینے " " باطمینان و جمعیت خاطر اپنے مقبوضه خطوط خالی کرکے چلدینے " " نہایت آهستگی سے هوا، دشمن کی سرگرمیوں کا جواب دیتے هوے رجعت کرنے " اور " نہایت " کامیابی " کے ساتهه دشمن کا شاندار مقابله کرکے بالاخر " پیچهے هٹ جانے " میں ادراک ظاهر هوتی رهی هیں - هم اس دلیرانه اور " دلربی " مقابله کے مداح هیں جو جنرل لیمان نے لیژ کے " ناقابل تسخیر " اور " دنیا کے اول درجه کے استحکامات " میں دکهلایا - لیکن افسوس که وہ مسخر هوگیا اور جنرل لیمان دیواروں اور لاشوں کے نیچے سے بمشکل زندہ نکالا گیا - هم اُس کامیابی کی بڑے هی اطمینان سے داد دے چکے هیں جو بلجیم نے متحدہ افواج کے انتظار میں ثابت قدم رهکر دکهلائی' لیکن اسکو کیا کیجیے که برسلز " خالی " کردیا گیا جسکا مطلب حدود جنگ سے باهر کی زبان میں " لے لیا " هے' اور جرمنی فتحمندانه آگے بڑهه آئی - پهر وہ کوہ وقارانه عظمت اور مافوق العادۃ جبروت و اجلال عسکری کیسی بے اثر تهی جو انگلستان اور فرانس کی متحدہ افواج کے داخلے سے میدان بلجیم میں رونما هوئی ؟ اور ایسی عدیم النظیر شجاعت' فقید المثال صبر و ثبات' یادگار رهجانے والی سرفروشی و بے جگری' اور فن جنگ و نشانه بازی کو یکسر پلٹ دینے والی جنگی قابلیت سے قدم قدم پر ناعاقبت اندیش اور مغرور طاقت حریف کا مقابله کیا گیا اور کیسی مصلحت اندیشانه مدافعت کی شاندار نمایش کی گئی ؟ اسکا هر واقعه جنگی روایات کا پر فخر حاصل اور تاریخ دفاع امم کا ایک ناقابل فراموش نظارہ تها اور هر آن اور هر لمحه هم کو توقع دلاتا تها که عنقریب جرمنی کو اپنے غرور باطل کا خمیازہ بهگتنا پڑیگا' اور آنے والا معرکۀ عظیمه تمام خط بلجیم کو دشمنوں سے خالی کردیگا - با این همه افسوس هے که کسی غیر معلوم اور مافوق العادۃ انقلاب کی وجه سے نامور کے قلعے فتح هوگئے اور جرمنی باوجود شکستوں پر شکستیں کهانے کے اور بے شمار نقصانات اٹهانے کے برابر پیش قدمی هی کرتی رهی - حتی که میدان جنگ یکایک وسط بلجیم سے منتہاے سرحد فرانس میں منتقل هوگیا' اور پہلے مونس اور شارلی رائے' پهر کیمبرے کے آخری معرکے شروع هوگئے - ان معرکوں میں بهی سرد تحمل (coolness) سرگرم شجاعت' عقلمندانه دفاع' اور پر اسرار جنگی مصالح کے تحفظ نے حسب دستور اچهه کمی نه کی' اور جیسا که هر موقع پر هوا هے' ایک کثیر ذخیرہ فوجی محاسن و مناقب کا فراهم کردیا گیا تاهم افسوس که زمین کی پیمائش اور جغرافیه کے حقائق متعارفه کے لحاظ سے جو آخری نتیجه نکلنے والا تها وہ نه رک سکا' اور باوجود جنگی قابلیت و محاسن میں ناکام رهنے کے' ناعاقبت اندیش دشمن بیس تیس میل اور آگے بڑهه آیا: و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر ! (۳۳ : ۴۸)

(نا عاقبت اندیش فاتح)

یه مانا که جرمنی کی تمام پیش قدمیاں نا عاقبت اندیشی تهیں' اور متحدہ افواج نے جب کسی جگه کو چهوڑا هے اور دشمن کو " سپرد هوے دیا " هے تو اسمیں کوئی نه کوئی " جنگی مصلحت " اور " عسکری راز " ضرور پوشیدہ رها هے اور ابتداے جنگ سے لیکر اسوقت تک هر هر قدم پر اس غیر منقسم توجیه سے هم اطمینان حاصل کرنا چاها هے' لیکن افسوس که اب اس پر اسرار اور مجہول الحقیقۃ " جنگی مصلحت " پر غور کرنیکی مہلت بهی باقی نه رهی' کیونکه اطراف کیمبرے کے معرکوں نے دشمن کی " شکستوں سے مغرور فتح مندی " کو اس حد سے بهی گذار دیا هے' اور اب خط دریاے سوام سے آگے بڑهکر اورریم جیسے مستحکم

فرانسیسی مقام پر قابض ہوکر وہ پیرس کے سامنے ہے : الهاکم التکاثر حتی زرتم المقابر !

و ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل له ربی امدا (۱۸ : ۹۲)	اور میں نہیں جانتا کہ وہ اخری وقت جو آنے والا ہے اور جسکی خبر دی گئی، بالکل قریب ہے یا پروردگار عالم اسمیں کچھہ تاخیر ڈالدیگا !

ہم اُس فوج کی اخلاقی عظمت کے کارناموں پر نازاں ہیں جس نے ایسے آتش افشاں اور ناعاقبت اندیش دشمن کے مقابلے میں (جو آگے بڑھنے کے مقابلے میں شدید نقصانوں کی بھی کچھہ پروا نہیں کرتا) کبھی بھی اپنی "ٹھنڈی" طبیعت اور پر تحمل عسکریت کی پر فخر روایتوں کو ضائع نہ کیا - وہ جب کبھی پیچھے ہٹی تو فرار و انہزام کے اضطراب کی جگہ حملہ کے اجتماع کی طرح عمدہ ترتیب اور پر شاں قاعدہ کے ساتھہ ہٹی، اور جب کبھی اُس نے کسی مقام کو چھوڑ دیا اور پیچھے کے طرف تقہقر کیا تو اس میں بھی اسرار جنگ کا یہ سر مخفی ملحوظ رکھا کہ "دشمن کو بند اور محدود مقامات کی جگہہ کھلے میدانوں میں لڑکے تباہ کرنا" چاھا،

اس سر مخفی کے تباہ کن نتائج کسی وجہ سے ہمیں نہ بتلائے گئے ہوں یا انکو ظاہر ہونے کا موقعہ نہ ملا ہو، تاہم تخم ریزی کی محنت کو پھل کے نہ آنے سے بالکل نظر انداز نہیں کر دیا جاسکتا -

بلاشبہ یہ ایک عظیم الشان یادگار ہے جو امید ہے کہ تاریخ جنگ میں فوجی محاسن اور فنی قابلیت کے ایک قیمتی باب کا اضافہ کردیگی - لیکن چونکہ اس وقت ہمارے سامنے جنگی فضائل کی تاریخ کی تدوین کا کام نہیں ہے بلکہ ایک جنگی پیش قدمی اور اسکی مدافعت کا میدان ہے، اور ہمیں بد قسمتی سے ایک رقبہ زمین کے قبض و سقوط کی پیمایش کرنی ہے، اسلیے سخت رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ عالم فضائل جذبات و مناقب اخلاق کی خواہ کتنی ہی اقلیمیں مسخر ہوگئی ہوں مگر بلجیم اور سرحد فرانس کا وہ چھوٹا سا رقبہ جسکو طے کرکے حریف مغرور فتح و شکست کا آخری فیصلہ کرنا چاھتا ہے اور جسکی ایک ایک انچ زمین کیلیے خون کے سمندر اور لاشوں کے جنگل بھرے جارہے ہیں، افسوس کہ اسی وجہ سے قبضہ میں نہ رکھا جاسکا، اور ہم میدان جنگ سے اسقدر دور رھکر جو کچھہ سمجھہ سکتے ہیں وہ قدرتی طور پر صرف یہی افسوس وتالم ہے - قبل اسکے کہ روس کا حملہ جرمنی کو کچھہ نقصان پہنچاتا، وہ بلجیم کے پورے طول سے گذر گئی ہے، سرحد فرانس میں میلوں آگے بڑھ آئی ہے، پیرس کو محاصرہ کی دھمکی دے رھی ہے، اور جنگ کی موجودہ منزلوں کیلیے اسقدر بس کرتا ہے - و ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون

یہ آخری انقلاب جس نے جنگ کا نقشہ منقلب کردیا ہے، قیاس صحیح و غالب کہتا ہے کہ اسکا فیصلہ ان میدان رھی تھا جو ۲۴ - اگست کو مون، شارلی رواے، اور دینان کے سرحدی خط پر گرم ہوا، اور پھر کیمبرے تک پہنچکر دریاے سوامے تک پہنچ گیا - ابتداے اطلاع سے ہماری راے ہے کہ جنگ کی دوسری منزل یا نصف اول کا فیصلہ ان معرکہ ہی تھا، اور گو اسکے تفصیلی حالات حسب عادت ہمیں کچھہ نہیں بتلاے گئے ہیں، لیکن فرانس اور انگلستان کی [illegible] تصریحات اسکی اہمیت کے اعتراف پر مجبور ہوگئی ہیں - پس فی الحقیقت یہی وہ شب انتظار جنگ کی پہلی صبح تھی جس کی روشنی سے نتائج اخیرہ کے نصف النہار کو متصل ہونا چاھیے : و ذلک یوم التغابن

یہ معرکہ اگرچہ ۲۴ سے شروع ہوا، برابر ایک ہفتہ تک جاری رہا یعنی پہلی ستمبر تک جبکہ جرمنی نے "امیینس" سے قریب ہونے اور پھر معرکۂ جنگ کے خط دریاے سوامے پر منتقل ہوجانے کا بہ تصریح اعلان کیا گیا :

سخرھا علیھم سبع لیال و ثمانیة ایام (۶۹ : ۷)	برابر سات رات اور آٹھہ دن تک یہ حادثہ ان پر طاری رھا -

لیکن موجودہ ذخیرہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام ایام میں "یوم التغابن" ۲۶ - اگست ہی کو سمجھنا چاھیے جس نے گویا پیرس کا دروازہ کھول دیا، اور جرمنی کو ۶۰، ۷۰ میل ادھر سے اپنے تیسرے سفر کو شروع کرنے کا موقعہ ملا - اسکی نئی پیش قدمی (جو اب پیرس سے چالیس پچاس میل ادھر تک پہنچ چکی ہوگی اور اجکل میں اسکی خبر ملنے والی ہوگی) اسی تاریخ سے قرار دینی چاھیے -

(معرکہ عظیمہ کی ابتدا)

فرانس کی معرکے کو دو حصوں میں منقسم کردینا چاھیے - پہلا حصہ ۴ - اگست سے شروع ہوتا ہے جب جرمنی نے اولین قدم خاک بلجیم پر رکھا اور لیژ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا -

بلجیم کی مقاومت سے فرانس اور انگلستان کا مقصد یہ تھا کہ وہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دے - اتنے عرصہ کی فرصت میں انگلستان اور فرانس کی متحدہ فوجیں بلجیم میں پہنچکر مدافعت کیلیے موجود ہوجائینگی - چنانچہ ۱۵ - اگست کو اعلان کیا گیا کہ انگلستان اور فرانس کی فوجیں حدود فرانس میں داخل ہوگئی ہیں -

اس متحدہ فوج کے پہنچنے سے جنگ کی بلجیمی مدافعت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے کیونکہ اب فرانس، بلجیم، انگلستان، تینوں فوجیں عمـــدہ فرصت پاکر دشمن کی روک کے لیے مستعد ہوگئی تھیں پس پہلا حصہ ۴ - اگست سے شروع ہوکر ۱۵ پر ختم ہوجاتا ہے جبکہ پیرس میں سرکاری اعلان کیا گیا کہ اب متحدہ فوج نے اپنا خط قائم کرلیا ہے اور ۲۵۰ میل کے رقبہ کی جنگ شروع ہونے والی ہے - اور دوسرا ۱۶ سے شروع ہوکر یوم "التغابن" پر ختم ہوتا ہے، جو غالباً ۲۶ - اگست تھی جبکہ خط پیرس کی فتح و شکست کا فیصلہ ہوگیا -

واقعات کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبا نامور ھی کے حوالی میں متحدہ فوج نے اپنا پہلا خط دفاع بنایا اور ۱۶ - اگست سے نئے معرکے شروع ہوگئے -

(ورود کے وقت)

جب متحدہ فوج بلجیم میں وارد ہوئی ہے تو اسوقت نقشۂ جنگ کی حالت یہ تھی : جرمنی نے غالبا لیژ کے قلعوں کو تمام تر مسخر نہیں کیا تھا لیکن اسکا میمنہ سرحد جرمنی و بلجیم سے نکلکر اور دریاے می یوز کے کنارے دینان میں پہونچ کر نیو شاٹو تک پھیل گیا تھا، اور میسرہ بمقام ایسدن می یوز کو عبور کرکے می یوز کے مغربی ساحل سے آگے بڑھ رہا تھا - لیژ کے علاوہ نامور کے نو قلعے بھی صحیح و سلامت موجود تھے اور می یوز کے مغربی کنارے سے شمال میں انٹورپ تک، اور مغرب میں ساحل دور تک تمام خطۂ بلجیم دشمن سے بالکل پاک تھا (دیکھو نقشہ صفحہ ۷)

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ وہ کولون سے نکلکر سرحد بلجیم میں ایلا شاپیل سے بڑھی، اور میمنہ قلعہ لیژ کے دھنی جانب، میسرہ بائیں جانب، اور قلب سامنے کی طرف بڑھا - میمنہ نے دریاے می یوز کو ایسدن پر عبور کیا اور جنوب کی طرف روانہ ہوگیا میسرہ دائیں پر قابض ہوا اور وہاں سے شمال میں اتر کے اور کیوشا تو سے ہوکر فرانسیسی سرحد

کے قلعه لانگوے تک پھیل گیا - جو ٹکرہ ایسٹن عبور کرکے نامور کی طرف بڑھا تھا ' غالباً ۱۵ - اگست کو نامور سے دس میل ادھر اس سے بلجین فوج کا ایک مقابله ھو رھا تھا که اتنے میں متحدہ فوج بلجیم پہنچ گئی اور نامور کے پاس ایک مثلث شکل میں اپنا خط دفاع مقرر کیا -

نامور دریاے می یوز کے مغربی جانب عین ساحل پر ھے - اسکے دوسری جانب کسی قدر نیچے ھٹکے دینان ھے - جرمنی فوج وھاں تک پہنچ چکی تھی اور اسکا ایک حصه می یوز کے پار سے بھی مثلث مغرب کے نامور کی طرف بڑھرھا تھا -

(فوج کی تعداد)

خبروں میں افواج کی تعداد کے متعلق بھی جابجا تضاد ھے - تاھم ۲۶ اگست کو ٹائمس لندن کے فوجی نامه نگار نے جو آخری تعداد بتلائی ھے' وہ اس بارے میں صحیح روشنی بخشتی ھے :

" ۴ - لاکھه ۳۰ - ھزار جرمن می یوز کو عبور کرچکے ھیں - انکے علاوہ وہ تعداد ھے جو بلجیم فوج کی نگرانی کرتی ھے یا زخمیوں وغیرہ کے پاس ھے - یا لورین اور السیس وغیرہ میں کام کرنے کیلیے چھوڑ دی گئی ھے - پس نقصانات اور فوج ردیف کے علاوہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں کہ کسی وقت بھی جرمنی کے ۱۳ لاکھه سے زیادہ آدمی جمع ھوسکے ھوں - مگر فرانسیسیوں کی فوج کے پہلے ھی خط میں ۲۰ - لاکھه فوج ھے اور انگریزی اور بلجیم فوج اسکے علاوہ ھے ' پس کوئی وجه نہیں که ھم متفکر ھوں "

اس سے معلوم ھوا که متحدہ فوج کی تعداد پہلے ھی خط میں ۲۳ لاکھه سے زائد تھی اور جرمنی کی تعداد ۴ لاکھه ۳۰ ھزار سامنے ' اور اتنی ھی میوز کے مشرق میں اور مختلف نقاط پر پھیلی ھوئی ھوگی - پس اس سے اندازہ کرلیا جاے که تعداد کے لحاظ سے دونوں فریقوں کا باھمی تناسب کیا تھا ؟

(متحدہ ھجوم سے پہلے)

۴ - اگست سے ۱۵ تک صرف بلجیم کے دفاع کا پہلا دور ھے - سرکاری اطلاعات کے بموجب یه تمام زمانه اس عالم میں گذرا که جرمنی برابر شکستوں پر شکستیں کھاتی رھی - رسد کا ذریعه مسدود ھوگیا ' ھر معرکه میں اسے بے تحاشا بھاگنا پڑا ' اسکے توپ خانے کی بست ساله عظمت غلط نکلی ' بڑی بڑی تعدادوں میں وہ قید کی گئی ' بے شمار جرمن قتل ھوے ' اور انکے زخمیوں سے میدان بھر بھر گیا - غرضکه اسے ایک فتح بھی نصیب نه ھوئی اور انتہاے ناکامی سے دوچار رھی -

بلجیم کی وہ حالت جب متحدہ افواج داخل ھوئی - جرمنی جس ترتیب اور راہ سے بلجیم میں بڑھتی آئی' اسکو بذریعه نقطوں کے خطوط کے دکھلایا ھے - متحدہ افواج نے نامور کے قریب اپنا پہلا خط بنایا تھا - سرحد بلجیم کے اندر دوسری جدول دریاے می یوز کا مشہور خط استحکامات ھے - سیڈان کا ذکر تاروں میں آیا ھے جہاں ۱۸۷۰ع کے حملے میں جرمنی نے یادگار فتح حاصل کی تھی-

ایسی حالت میں ظاھر ھے که متحدہ افواج کا یه ھولناک سیلاب جس دشمن کو بہانے کیلیے بڑھا تھا ' اسے گویا پہلے ھی سے بلجیم نے بد حواس کردیا تھا اور اب متحدہ فوج دشمن کو زخمی کرنے کے لیے نہیں بلکه اسکے زخم کو اور زیادہ گہرا کرنے کے لیے بڑھی تھی !

(معرکۂ مونس' سقوط نامور و شارلی رائے)

متحدہ افواج کے ورود کا جرمن پر کیا اثر پڑا ؟ اسکا جواب تو مشکل ھے ' البته واقعات سے یه ضرور معلوم ھوتا ھے که اسکے قدم اور زیادہ تیز ھوگئے - سب سے پہلے اس نے لیژ کے قلعوں کو مسخر کرلیا - پھر فوج کا ایک ٹکرا مشرق میں بڑھکر برسلز (دارالحکومت بلجیم) پر قابض ھوا - لیژ کی تسخیر کا تو ابتک اقرار نہیں کیا گیا ' مگر برسلز کے سقوط کی اطلاع دی گئی ' اور ساتھه ھی انگلستان کے ماھرین جنگ نے دنیا کو پیام تشفی بھیجا که "یه محض جنگی مصلحت ھے نه که شکست" یقولون بافواھهم ما لیس فی قلوبهم

بالاخر خدا خدا کرکے پردۂ انتظار چاک ھوا ' اور اُس معرکۂ عظیمه کا میدان ھولناک نظر آیا ' جسمیں دنیا کی اعلی ترین تیس لاکھه فوج بیسویں صدی کی آخرین مہلک ایجادات سے مسلح ھوکر نبرد آزما تھی ' اور جو آیندہ کے لیے متحدہ افواج کی بیس لاکھه سے زائد جمیعت کے مشن کا قطعی فیصله کرنے والا تھا -

متحدہ افواج نے اپنا پہلا پڑاؤ نامور کے قلعوں کے سایے میں ڈالا تھا کیونکه لیژ کے بعد سب سے بڑا مستحکم مقام یہی تھا بلکه تاروں میں ظاھر کیا گیا تھا که وہ لیژ سے بھی زیادہ مستحکم ھے - ۱۸ - اگست کی ایک تاربرقی (جس نے زبان پنہاں میں سب سے پہلے لیژ کی تسخیر کی مخبری کی ھے) یه تھی :

" اب یه دلچسپ سوال پیدا ھوگیا ھے که کیا جرمنی نامور پر حمله کرنے کی جرأت کریگی یا خوف کھاکر اسے چھوڑ دیگی ؟ نامور کے قلعے لیژ کے قلعوں سے کہیں زیادہ مستحکم ھیں "

لیکن ظالم جرمنی نے "خوف کھاکے بالاخر" نه چھوڑا اور جرأتوں سے معمور ھوکے پوری تیز قدمی سے بڑھی - ۲۳ کو مونس میں جرمن اور متحدہ فوج کا مقابله ھوا اور اُس "عظیم الشان معرکه" کا سلسله شروع ھوگیا جسکا اسقدر اضطراب ' اسقدر امیدوں ' اور اسدرجه ارادوں کے ساتھه انتظار کیا جا رھا تھا - ۲۵ کو اس معرکے کے جو حالات ھمکو سنائے گئے انکا دلچسپ اور تاریخ فن روایت میں یادگار رھنے والا خلاصه یه تھا که " دن بھر لڑائی رھی اور (حسب قاعدہ) انگریزی فوج آخر تک اپنی جگهه پر قائم رھی " اور گو اس کامیابی کے ساتھه قائم رھنے

کےبعد جرمن کي فوج کو پیچھے هٹناچاهیے تها نه نه کامیاب انگریزي فوج کو ' تاهم چونکه باوجود شکست کهانے کے جرمن فوج نے بد قسمتي سے "نامور کا خط مدافعت لے لیا هے اسلئے ضرورتا متحده فوج کا ایک حصه هتکے خط دریا سیمبرے (سرحد فرانس) تک آگیا هے " !!

فما استطاعوا من قیام وما کانومنتصرین ! پس وہ جم نه سکے اور نه اپنا بدله هی لے سکے (۵۱ : ۲۲)

" نامور" کي تسخیر نے فی الحقیقت جرمنی کے مشن کو بلجیم میں آخري حد تک کامل کردیا ' کیونکه امیدوں کا آخري سهارا یهي مقام تها ' اور اب لیژ سے لیکر سرحد تک اسکے لیے میدان صاف هوگیا ! نیز اس واقعه سے متحده مشن کي ناکامي بهي اشکارا هوگئي -

جنگ کے افق پر صبح امید کي یه پهلي شام مایوسي تهي جو افسوس هے که پهر ختم نه هوئي ' اور برابر تاریکي کے بعد تاریکي بڑهتي هي گئي - آن عظیم الشان امیدوں کا جو متحده افواج کے ورود سے تمام دنیا میں پهیل گئي تهیں ' اسقدر جلد خاتمه کس درجه درد انگیز هے ؟ علي الخصوص ایسي حالت میں جبکه میدان جنگ کي خبروں نے دشمن کو پہلے هي سے سخت شکست خورده اور گویا آماده فرار ثابت کردیا تها ' اور هر شخص منتظر تها که اب متحده فوج ایک آهني دیوار بنکر دشمن کے سیلاب کو روک دیگی ' اور ایک انچ بهی آگے بڑهنے نه دیگی - جرمني کے وه کمبخت قیدی جو فرانس اور انگلستان میں اپني فوج کی پریشانیوں ' فاقه مستیوں ' قلت رسد ' اور فقدان نشاط و شجاعت کی روایات امید پرور اور بشارتهاے جشن انگیز پهیلاتے تهے ' یقیناً هم سب کی اس مصیبت کیلیے ذمه دار هیں جو ان عظیم الشان امیدوں کی بلندي سے یکایک گرجانے سے همیں برداشت کرنی پڑي -

(آخري نتیجه)

۲۳ سے ۲۶ تک اس عظیم الشان جنگ کا سلسله برابر جاري رها ' اور یه اندازه کرنا مشکل هے که خون کے کتنے سیلاب بہے اور لاشوں کي کتني پہاڑیاں بلند هوئیں ؟ سائنس نے اس وقت تک هلاکت اور بربادي کے اعلی سے اعلی اور کامل سے کامل طریقے جسقدر ایجاد کیے هیں ' ان سب کي کامل ترین آزمایش کا یه اصلي میدان تها -

تاهم افسوس هے که متحده افواج ایک انچ بهي دشمن کو پیچھے هٹانے کا موقع نه پاسکي ' اور باوجود ان اعلانات کے جو افواج کي فوجي قابلیت اور عسکري مناقب کے متعلق جنرل ژوفرے اور جنرل فرنچ نے یکے بعد دیگرے بهیجے ' جرمني نے شارلي راے کے معرکے هي میں سرحد فرانس عبور کرلي جو اسکے خط جنگ کي دوسري منزل تهي ' اور " معرکۂ عظیمه " کا فیصله هوگیا -

اب اعلان کیا گیا که متحده افواج سرحد کے ادهر آگئی هے ' اور اس نے لیل سے لیکر مربوز تک سرحد کے پیچھے اپنا خط بنایا هے - یه متحده افواج کا دوسرا خط تها - کاش اسي خط پر جمنے کا موقع ملجاتا ! لیکن افسوس که ۲۵ کو عظیم الشان معرکے کی دوسري قسط پیش آئی ' اور متحده افواج نے گو اپني هیبت و سطوت کے علم گاڑدیے ' اور اپني شجاعت و بسالت کے سکے بٹهادیے ' تاهم اسے پیچھے هٹنا هی پڑا اور دشمن کیمبرے تک پهونچ گیا !

اسکےبعد متحده افواج اور پیچھے هٹي اور کیمبرے کے عقب میں آئي ' لیکن ۲۶ کے قیامت خیز معرکۂ کیمبرے کے بعد یہاں سے بهي " شاندار مقابله کرکے " پیچھے هٹنا پڑا ' اور سابق اطلاع کے مطابق دریاے سوامے کے پاس ایمي نس سے لافیرے اور لیون هوتے هوے ' ایک ثلث دائرے کی شکل میں میزیرس تک پهیل گئی - و ذلک یوم التغابن !

(یوم التغابن کے بعد)

جرمن فوج کہیں بهی روکي نه جاسکی اور یکے بعد دیگرے متحده افواج کو پیچھے هي هٹنا پڑا : کانهم الی نصب یو فضون (۷۱:)

لا فیرے اور لیون کے بعد قلعه هاے " ریم " کے استحکام نے بڑي بڑي امیدیں دلائي تهیں کیونکه وه ایک محفوظ و مستحکم مقام هے -

الا في قری محصنة او من وراء جدر (۵۹ : ۱۷) گهري هوی اور محفوظ بستیوں میں یا دیواروں کي آڑ سے !

لیکن : لن ینفعکم الفرار ان فررتم (۳۳ : ۲۰) متحده افواج نے اگرچه جان توڑ کے داد شجاعت دي اور کوئي کسرا تها نه رکهي لیکن یہاں سے بهي پیچھے هٹنا پڑا اور ریم فتح هوگیا !

(متحده افواج کي ناکامي)

یه کہنا کتنا هي افسوس ناک هو مگر واقعات مجبوراً کہلاتے هیں که متحده افواج کو اور علی الخصوص فرانس کی ۲۰ لاکهه سے زیاده جمعیت کو جرمنی کے مقابله میں کامیابی حاصل نه هوئی ' اور جس غرض سے یه نکلي تهي یعنے جرمني کو روکنے کیلیے ' اسکے لیے کچهه بهي نه کرسکي - اب جرمني پیرس کا محاصره کر رهی هے اور کچهه نہیں کہا جا سکتا که کل کیا هو ؟ ممکن هے که مشیت الہی کوئی غیر متوقع تبدیلي پیدا کردے :

انه علی رجعه لقادر ! (۸۶ : ۶)

بیشک خدا تو اسپر بهي قادر هے که اسے لوٹا دے -

لیکن حالات کا قدرتي نتیجه اسکے خلاف هے والعلم عند الله -

" جو هونا چاهیے تها اور جو کچهه قبل از وقوع سوچا گیا تها ' اور جو کچهه اس وقت هو رها هے ' ان دونوں کا موازنه کرنے پر هم سب مائل هیں - جہاں تک واقعات ظاهر هوے هیں انسے ناگزیر طور پر یه نتیجه نکلتا هے که انگریز اور فرنچ کمانیر اپنا کام نہیں جانتے "

(اسٹیٹسمین ۷ سپٹمبر)

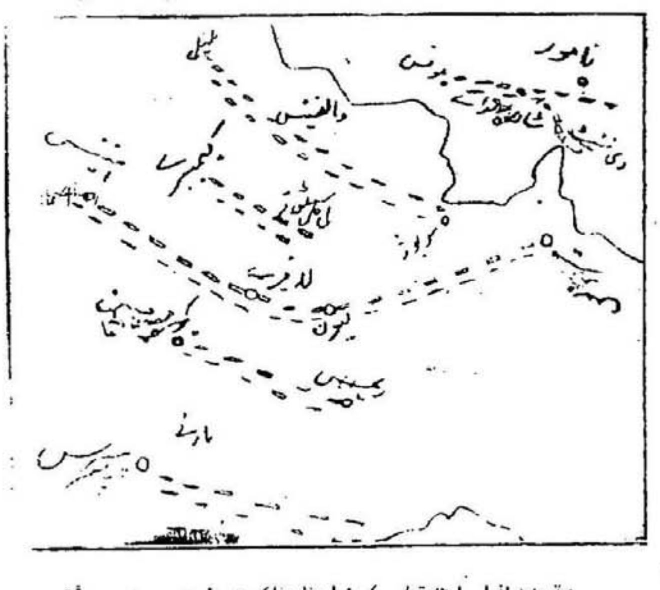

متحده افواج اپنے قیام کے خط بنا بنا کر هر بار پیچھے هی هٹتي آئی - اس نقشه سے به یک نظر معلوم هوتا هے که نامور سے لیکر یکے بعد دیگرے پانچ خط قیام بنائے گئے مگر جرمني انپر قابض هوتی گئي - انکے بعد موجوده خط دفاع هے -

رجال حرب و زعماء جنگ یورپ! اولین حادثۂ مفسدہ و معرکہ سراجیو

ایک جدید قسم کا فرانسیسی بیٹل شپ جہاز

(۱) جرمني
(۲) اسٹریا
(۳) بلجیم

سابق ڈیوک : پرنس فرڈیننڈ ولیعہد آسٹریا مع اسکی مقتول بیوی کے -

(۱) انگلستان
(۲) فرانس
(۳) روس

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج

وان مولٹکے - سپہ سالار افواج بریۂ جرمنی

مناظر بحریہ ! مشاہیر افواج بریہ برطانیہ و آلمان ! مراکب شہیرہ عظیمہ !

بندرگاہ اسپت ہیڈ میں برطانیہ قواء بحریہ کا ایک منظر عمومی

نہر کیل میں جرمنی کے قواء بحریہ کی ایک عام نمایش ا

سرجان جلیکیو نائب امیر البحر برطانیہ

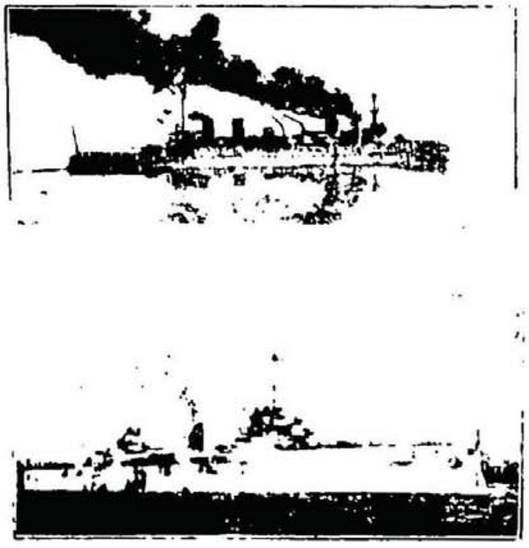

(۱) ایک فرانسیسی کروزر : ژالیس می شیلے نامی جو برطانی جہازوں کے ساتھہ مصروف کارزار ہے -

(۲) جرمنی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری قسم کا بیٹل

امیر البحروان ٹرپتز جرمن وزیر بحر

مراکب مخفیہ بحریہ ! اسطول متحدہ و مشترکہ بحر و فضاء آسمانی ! !

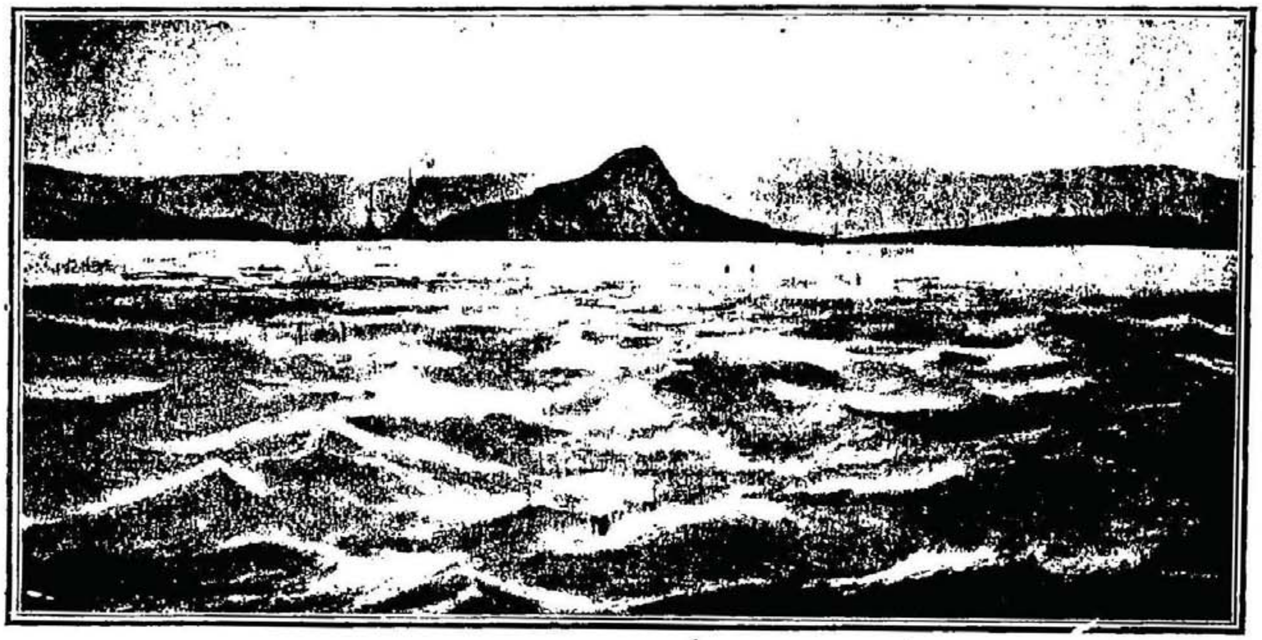

سمندر کے نیچے مراکب مہلکۂ بحریہ کا استقرار !

اس مرقع میں دکھلایا ہے کہ جدید ایجادات بحریہ میں سے تحت البحر کشتیاں (سب میرین) کس طرح سمندر کے نیچے پھیل جاتی ہیں اور دشمن کے جہازوں کی آمد و رفت روک دیتی ہیں ؟ سمندر کی سطح پر تحت البحر کشتیوں کے مستول نکلے ہوے صاف دکھائی دیتے ہیں - سامنے پہاڑی کے کنارے دو جنگی جہاز حیران کھڑے ہیں اور گذر نہیں سکتے - اگر وہ گذریں تو چند لمحوں کے اندر ہی تباہ کردیے جائیں -

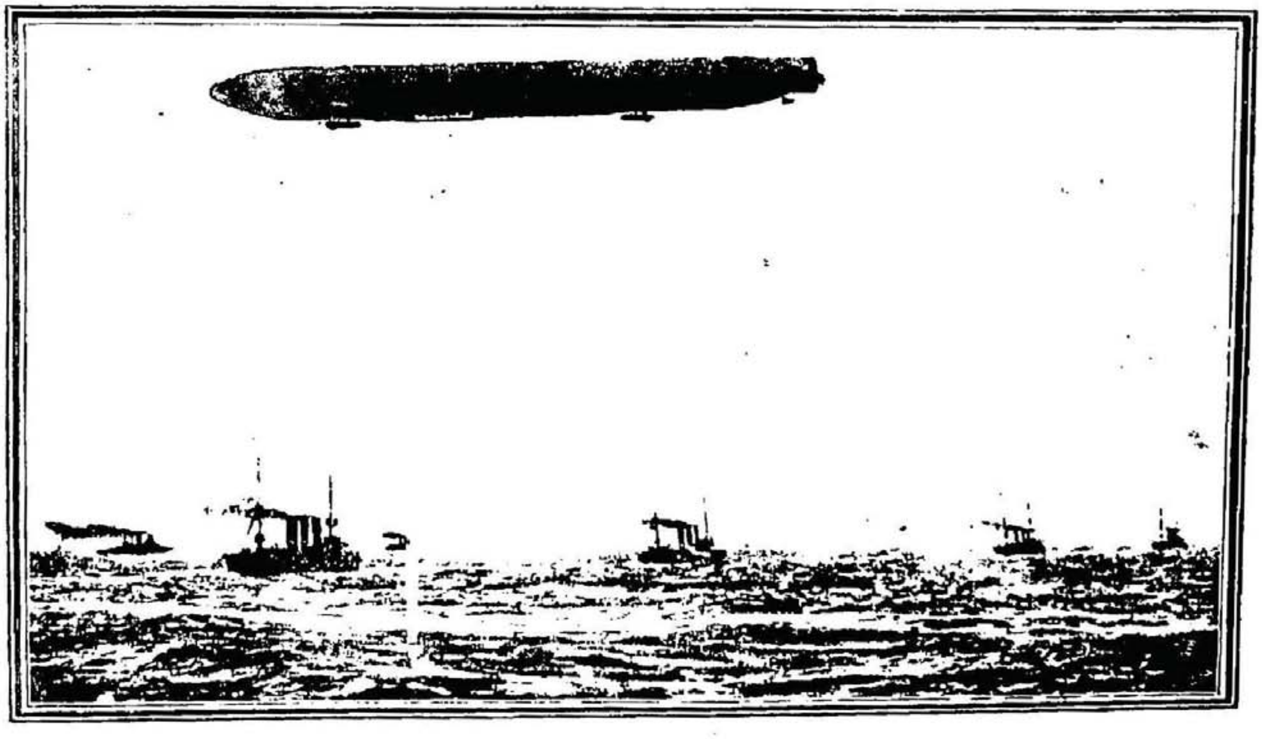

ہوائی جنگی جہازوں کا بالاے سمندر ایک منظر !

عالم آب و باد کا متحدہ حملہ ! !

نیچے جرمنی کا ایک بیڑہ ہے اور اوپر ایک زپلن ہوائی جہاز' جہازوں کے ساتھہ ساتھہ سفر کر رہا ہے - بحری اور فضائی متحدہ حملے کو اسمیں واضح کیا گیا ہے -

معرکہ زار بحر شمال ! خوارق و عجائب ترقیات حربیۂ بحریہ !

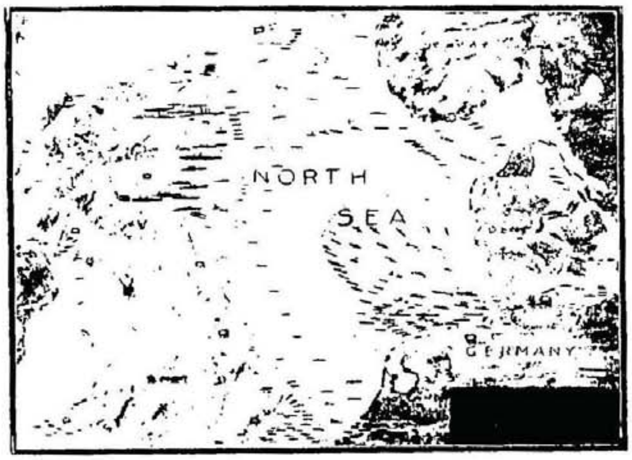

بحر شمالی آج دنیا کے قواء حربیۂ بحریہ کا سب سے بڑا بحری تماشہ گاہ ہے - کیونکہ دنیا کے دونوں زعماء بحر (برطانیہ و جرمنی) کی بحری طاقتوں کو اسی سے تعلق ہے - موجودہ جنگ میں سیادت بحری کا شاید آخری فیصلہ یہیں ہو - اس نقشہ میں برطانیہ اور جرمنی کے جنگی جہازوں کے مواقع ' حدود ' ترتیب ' او ر تقابل کا ایک تخمینی منظر دکھلایا گیا ہے - دھنی جانب جرمنی کے جہاز ہیں اور بائیں جانب برطانیہ کے - درمیان میں نقطوں کی جدول سے انکے حدود بحری کو الگ کردیا ہے - بالکل سیاہ نقوش بیٹل شپ جہاز ہیں او ر جنکے اندر سفیدی چھوڑ دی ہے ' وہ کروزر ہیں -

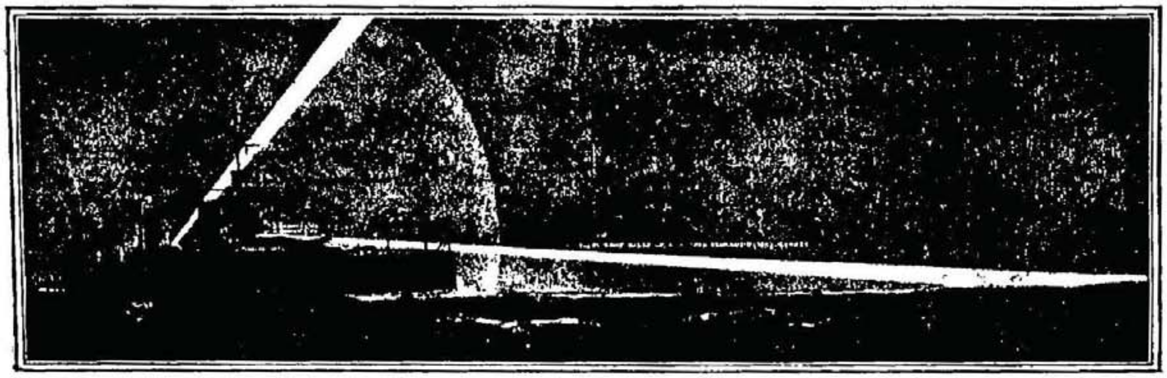

بہ یک تدبیر دو تفتیش !

اس مرقع میں موجودہ جنگی جہازوں کی روشنی کے برقی آلات کی قوت دکھلائی ہے - جہاز نے ایک ہی وقت میں آسمان اور زمین ' دونوں کو روشن کردیا ہے - سمندر کو روشن کرکے دیکھنا جاتا ہے نہ تارپیڈو کشتیوں کی زد میں نہ آجاے - ساتھہ ہی آسمان کی فضا کو روشن کرکے دیکھہ رہا ہے کہ کہیں اوپر سے دشمن کا ہوائی جہاز گولہ باری نہ کردے !

انگریزی بیڑے کی ہولناک توپ !

جسکا دہانہ ۱۳ × ۵ - انچ کا ہے - یہ توپ بڑے ڈریڈ ناٹ جہاز " اوریَن " نامی میں نصب ہے -

بائیں جانب تارپیڈو کشتی کا وہ آلہ دکھلایا ہے جسمیں ہوا بھری جاتی ہے اور جسکی قوت سے وہ حملے کے وقت نہایت آسانی سے اوپر نیچے ہوتی

مقالات

تاریخ حروب اخیرہ کا ایک صفحہ

نفقــات جنــگ

اسلامي غزوات اور جديد دور تمدن كي لڑائيوں ميں روحاني اور مادي مقاصد نے جو حد فاصل قائم كردي هے' اوسكو دور جديد كے مصارف جنگ اور بهي زيادہ نماياں كرديتے هيں - هم نے كتب حديث و سير ميں بارها پڑها هے كه ايک مقدس وجود اعلاے "كلمۃ الله" كيليے اوٹها هے' اور اس مقصد جليل كی تكميل ميں اوسكی ايثار نفسی نے صرف ايک لقمۂ خشک پر قناعت كي هے - همكو اوس مقدس گروه كا حال بهی معلوم هے جسكو اس پاک مقصد كي اشاعت كيليے راستے ميں درخت كي پتياں چبانی پڑيں' اور اس نے خوانهاے نعمت سے سير شكم اور زره و جوشن سے آهنی جسم بنكر لڑنے والوں كو صداے تكبير كی ايک گرج ميں بے دم كرديا ! كانهم بنيان مرصوص ايسے هي فاقہ مستوں كا وصف حال تها -

ليكن موجوده لڑائياں دنيا كيليے ايک ايسي لعنت هيں جو جان و مال' دونوں كا خاتمه كرديتی هيں - اعلان جنگ هونے كے ساتهه هي يورپ كا اعلی ترين علم الاقتصاد صاف جواب ديديتا هے كه وه امن و صلح كے زمانے كا ايک خواب تها' جسكو اب بالكل بهلا دينا چاهيے !

خوش قسمتي سے يه دولت جو زمانۂ جنگ ميں نهايت بيدردي كے ساتهه صرف كي جاتي هے' وه خون كي طرح بالكل به نهيں جاتي بلكه صفحۂ قرطاس پر نقش و نگار كي صورت ميں اپني يادگار بهي چهوڑ جاتي هے' اور اس نقش خونيں سے هم اس زمانے كے مصارف جنگ كا ايک هولناک نقشه مرتب كرسكتے هيں - دوران جنگ ميں ملک كي اقتصادي حالت كو مختلف غير منضبط طريقوں سے جو نقصان عظيم پهونچتا هے' اوسكے اندازه كرنے كا همارے پاس كوئي ذريعه نهيں هے ليكن لڑائيوں كے مصارف عظيمه اور نتائج محزنه و اليمه كا مكمل نقشه پيش كيا جاسكتا هے -

(قرون اخيرہ كے حروب عظيمه)

يورپ ميں جنگ كريميا كے زمانے سے آج تک جو لڑائياں هوئيں اور اون ميں جان و مال كا جو نقصان هوا' اوسكی تفصيل يه هے :

(نام جنگ)	(سنه)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
جنگ كريميا	۱۸۵۴	۷۸۰۰۰۰	۳۴۰ ملين گنی
جنگ آزادي اطالين اور امريكه	۱۸۶۱ - ۱۹۷۱	۸۰۰۰۰۰	۱۴۰۰ "
جنگ فرانس و جرمنی	۱۹۷۰ ۱۹۷۱	۸۵۳۰۰۰	۵۶۰ "
جنگ روس و ٹركي (پليونا)	۱۸۷۷		
جنگ امريكه و اسپين	۱۸۹۸	۰۰۰۰	۰۲۵۹ "
جنگ ٹرانسوال	۱۸۹۹ - ۱۹۰۲	۰۶۸۷۰۰	۲۷۰۰ "
جنگ روس و جاپان	۱۹۰۴ - ۱۹۰	۴۸۵۰۰۰	۵۰۳ "

(جنگ بلقان كے مختلف فريق) :

(نام جنگ)	(سنه)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
بلگيريا		۱۴۰۰۰۰	۰۰۹۰ ملين گنی
سرويا		۰۷۰۰۰۰	۰۰۵۰ "
يونان		۰۳۰۰۰۰	۰۰۲۵ "
مانٹي نيگرو		۰۰۸۰۰۰	۰۰۰۱ "
		ميزان	۳۸۵۲

جنگ بلقان كے زمانے ميں دولۃ عثمانيه كے نقصانات كي اگرچه صحيح تفصيل معلوم نهيں هے' تاهم اس ميں شبه نهيں كه لاكهوں سپاهيوں كي جانيں ضائع گئيں' تمام سامان جنگ برباد هوگيا' اور مصارف جنگ كي تعداد كم از كم ۸۰ ملين گنی تک پهونچ گئي - (ايک ملين ۱۰ - لاكهه كا هوتا هے)

(موجوده جنگ كا قبل از جنگ تخمينه)

جرمني' انگلستان و فرانس كے ساتهه ايک مدت سے آماده پيكار تهی' اسليے وهاں كے علماے اقتصاد و رجال حرب نے پہلے هي سے اوسكے مصارف جنگ كا ايک تخمينه لگاليا هے - علم الاقتصاد كے ايک مشهور جرمن عالم كا خيال تها كه جب حكومت جرمني دوسري سلطنتوں كے ساتهه دست و گريباں هوگی تو اوسكو جنگ كے پہلے ۶ هفتوں ميں فوج اور جنگي جهازوں كے مصارف كيليے ۶۰ ملين گنی كي ضرورت پڑيگي - اسكے علاوه رسد وغيره كے مصارف ۵۰ ملين گنی سے كم نهونگے - خوف و بے اطمينانی كي وجهه سے عام تجارت اور ملكی بازاروں كا جو نقصان هوگا' اوسكي تعداد بهی ساڑهے باره ملين گنی هوگي' اسطرح پر جنگ كے پہلے چهه هفتوں ميں جرمن كو ۱۲۲ ملين اور نصف ملين گنی كا نقصان برداشت كرنا پڑيگا !

چنانچه آج وه منتظره جنگ شروع هوگئي هے اور جرمني كے حملے پر چار هفتے گذر چكے هيں - اب مندرجه بالا تخمينے سے اس هولناک نقصان كا اندازه لگايا جاسكتا هے جو اس جنگ ميں ابتک صرف جرمني كو پهونچا هو گا - دوسري حكومتيں ابهی باقي هيں - اگر جنگ نے طول پكڑا تو عالم انسانيت كے اس نقصان كا آخري ميزان كيسا ماتم انگيز هوگا جو محض چند مغرور انسانوں كے فتنۂ افساد اور جوع سيادت سے كرۂ ارضي پر عالمگير هو رها هے ؟

(ضروريات زندگی كا اثر)

آج ۴۰ سال سے تمدني ضروريات بهت بڑه گئی هيں اور بڑهتي جاتی هيں - موجوده دور تمدن ميں انسانی زندگي نهايت گران قيمت هوگئی هے جسكا اثر مصارف جنگ پر بهی شدت كے ساتهه پڑا هے - سنه ۱۸۷۰ ميں جرمني اور فرانس كے درميان جو جنگ هوئی تهی' اوس ميں جرمنی كو فی سپاهی ۵ - روپيه اور فرانس كو ساڑهے پانچ روپيه روزانه صرف كرنا پڑا تها' ليكن آج ايک سپاهی كا روزانه خرچ ساڑهے سات روپيه سے كسی طرح كم نهوگا' جنگ ٹرانسوال ميں تو انگريزوں كو فی سپاهی ايک گنی تک صرف كرنا پڑا تها -

اسٹريا كے وزير جنگ نے سنه ۱۹۱۰ ميں بيان كيا تها كه زمانه جنگ ميں ايک اسٹرين سپاهی كا خرچ روزانه ساڑهے سات روپيه

تک پہونچ جاتا ہے - بیوہ عورتیں' یتیم بچے' ہتیار' اور رسد کی فراہمی کا صرف اسکے علاوہ ہے - اس بنا پر اگر ۲۰ - لاکھ فوج ۶ ماہ تک متصل گرم پیکار رہے تو اسپر ۱۸۰ ملین گنی صرف کرنا ہوگی!!

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی)

یورپ میں سب سے تازہ ترین اور عظیم الشان جنگ' فرانس اور جرمنی کی لڑائی خیال کی جاتی ہے - یہ جنگ مہاجنوں کی توقعات کے خلاف قائم ہوگئی تھی - اس بنا پر اونکو تاوان اوٹھانا پڑا - ابتدائی جنگ میں فرانسیسی بنکوں کی شرح قرض ۷۳ فی صدی تھی' اعلان جنگ ہونے کے ساتھہ ہی دفعۃ بازار نرخ گر گیا' اور شرح قرض ۶۶ فی صدی تک اتر گئی - جنگ کے ساتھہ ساتھہ شرح قرض کا یہ تنزل بھی برابر جاری رہا - یہاں تک کہ واقعہ سیدان کے بعد ۵۳ تک پہونچ گیا' اور اسکے بعد نوٹوں کی خرید و فروخت کا سلسلہ قریب قریب بالکل رک گیا - اگر کسیکو اسکی ضرورت پیش آتی تھی تو نقد قیمت ادا کرتا اور سخت نقصان اوٹھانا پڑتا تھا

فرانس کے بنکوں سے ۴ جون سنہ ۱۸۷۰ سے ۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۰ تک کی مختصر مدت میں جو رقم نکال لی گئی' اوسکی تعداد ۳۳ ملین گنی تھی - اعلان جنگ کے وقت پروشیا کے خزانے میں ۰۰۰۰۰۰۵۰ گنی موجود تھی' اور اوسنے قرض بھی لینا چاہا تھا جسکی قیمت ۱۸ ملین تک تھی' لیکن اس مدت میں دو ملین سے زیادہ جمع نہوسکا" اور پروشیا کی ہنڈیوں کا نرخ ۹۳ سے گر کر ۷۷ تک پہونچ گیا - قومی کمپنیوں کے حصے بھی فی صدی ۴۰ تک میں کم ہوگئے تھے - چنانچہ اسکے بعد پرنس بسمارک نے خود کہا تھا کہ "اگر ساڑھے چار ملین گنی خزانۂ سلطنت میں تھوڑی تو جرمن دو دن بھی فرانس سے نہیں لڑسکتے - "

فتح کے بعد بسمارک نے فرانس سے ۵ لاکھہ ملین گنی کا تاوان جنگ طلب کیا تھا لیکن آخر میں دو لاکھہ ملین گنی پر راضی ہوگیا فرانس نے یہ رقم خطیر دو سال کی مدت میں ادا کی اور اسکی وجہہ سے یورپ کے مالی بازار میں دفعتا جھاڑو پھر گئی -

(روس و جاپان)

زمانہ جنگ روس و جاپان میں مالی تحفظ کیلیے جاپان نے جو اہتمام اور تیاریاں پہلے سے کی تہیں' وہ اوسکے لیے نہایت مفید ثابت ہوئیں چنانچہ جاپان نے اعلان جنگ سے پہلے ہی ۱۱۶۹۶۰۰۰ گنی کی رقم خطیر بنک میں جمع کرلی تھی - روس کے بنک اور سلطنت کے خزانہ کا کل سرمایہ ۱۰۵۰۰۰۰۰ گنی تھا' لیکن اختتام جنگ پر جاپان کے خزانے میں ۱۰۳۴۴۰۰۰ گنی باقی رہگئی - حالانکہ وہ جنگ پر دو لاکھہ ملین گنی صرف کرچکا تھا - اس مالی فایدہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ دوران جنگ میں جاپانی قوم اور جاپانی سلطنت اپنی تمام ضروریات کو ملکی ساخت کی چیزوں سے پورا کرتی تھی' اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ روپیہ بنک سے نکل کر ملک کی جیب میں آجاتا تھا' اور ملک کی جیب سے نکل کر خزانہ سلطنت کو پر کردیتا تھا - خزانہ سلطنت اوسکو بنکوں میں منتقل کردیتا اور اسطرح جو کچھہ بنکوں سے برآمد کیا جاتا تھا' وہ ہر پھر کر پھر دوبارہ اونہی میں داخل ہوجاتا تھا - یہی وجہ ہے کہ جنگ کے اس طویل زمانہ میں جاپانی بنک کو صرف ایک ملین گنی کا خسارہ اوٹھانا پڑا جو تاریخ جنگ میں ہمیشہ اسکے لیے کارنامۂ فخر رہیگا!

جاپان کی حکومت نے اضافہ نرخ اشیاء بھی کو نہایت سختی کے ساتھہ روکدیا تھا' اسلیے حکومت کا سرمایہ حکومت ہی کے خزانے میں محفوظ رہا اور وہ اوس سے نکل کر تاجروں کے خزانہ کا جزو نہ بن سکا -

(جنگ بلقان)

مالی بازار پر جنگ کا اثر بلقان کی آخری لڑائی سے ظہور پذیر ہوا ہے -

جب ریاستہاے متحدہ بلقان نے اخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۲ع میں فوجی تیاریاں شروع کیں' تو برلن اور وائنا کے بنکوں پر اول اکتوبر ہی میں اسکا اثر پڑ گیا' اور رفتہ رفتہ پیرس کے بنکوں تک متعدی ہوا' لیکن جب مانٹی نگرو نے بھی جنگ کے کیلیے ہتیار اوٹھاے' تو پیرس' برلن' اور لندن کے بنکوں کا سنگ استقامت بھی دفعتاً ہل گیا' اور ۶ ماہ تک یورپ کے تمام بنک اسی حالت تزلزل میں رہے -

اسی اثناء میں جرمنی اور فرانس نے فوج کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہا - مالی حالت پر اسکا بھی نہایت گہرا اثر پڑا - چنانچہ ستمبر ۱۹۱۲ع سے اخیر جولائی ۱۹۱۳ع تک کی مدت میں کمپنی کے حصوں اور ہنڈیوں کا نرخ ۵۰۰ ملین گنی گھٹ گیا' اور تمام مہاجنوں نے بنک سے اپنے اپنے روپیے نکال لیے - نتیجہ یہ ہوا کہ جن بنکوں میں اوائل ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع تک ۵۴۵۴۳۱۰۰۰ گنی کے نوٹ برآمد ہوئے تہے' اون میں اخیر دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع تک صرف ۵۱۱۵۰۹۰۰۰ گنی رہگئی' یعنے راس المال میں ۳۳۹۰۰۰ گنی کی کمی آگئی!

جنگ بلقان سے یورپ کے بنکوں کو جو نقصان عظیم اوٹھانا پڑا اوسکی تعداد کم از کم ۷۰ ملین گنی ہے' کیونکہ لوگوں نے خوف اور بے امنی کی وجہ سے اپنا تمام سرمایہ بنکوں سے نکال کر اپنے گھروں میں بھر لیا - اسوقت سے تمام بڑی بڑی سلطنتیں آنے والے خطرات کے انسداد کے لیے اپنے اپنے خزانوں اور اپنے اپنے بنکوں کے سرمایہ میں اضافہ کرنے لگیں - چنانچہ ذیل کے نقشے سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے :

(آخر سنہ ۱۹۰۹ع سنہ ۱۹۱۰ع)

نام بنک	سرمایہ اصلی	اضافہ	اضافہ کی مجموعی تعداد
بینک آف انگلینڈ	۲۸۴۴۵۰۰۰	۳۰۴۹۴۰۰۰	۹۵۵۸۰۰۰
امپریل بنک آف جرمنی	۳۴۳۴۵۰۰۰	۳۱۸۸۳۰۰۰	۳۰۳۷۰۰۰
بنک آف اسٹریا ہنگری	۴۲۸۰۴۰۰۰	۵۳۴۹۹۰۰۰	۱۰۶۹۵۰۰
بنک آف فرانس	۷۴۴۳۱۰۰۰	۱۲۶۵۷۰۰۰۰	۵۱۴۳۴۹۰۰۰
بنک آف اٹلی	۱۵۳۸۱۰۰۰	۴۷۷۱۰۰۰۰	۲۴۴۱۹۰۰۰
بنک آف روس	۰۸۷۸۵۹۰۰۰	۱۲۶۸۰۱۰۰۰	۳۸۹۴۲۰۹۰
بنک آف یونائیٹد			
اسٹیٹ (۰ امریکہ)	۱۳۶۷۷۷۰۰۰	۲۸۲۱۳۴۰۰۰	۱۴۵۳۶۷۰۰۰

سنہ ۱۹۰۹ و سنہ ۱۹۱۰ع میں دنیا کی کانوں سے بقدر ۸۰۷۴۰۰۰۰۰ گنی کے سونا نکالا گیا - بینک و تجارت وغیرہ پر اوسکی تقسیم جس مقدار سے کیگئی' اوسکا اندازہ ذیل کے نقشے سے ہوگا :

تجارت وغیرہ	۱۹۱۷۰۰۰۰۰
ہندوستان کو دیا گیا	۰۸۶۶۰۰۰۰۰
مصر کو	۰۰۲۹۰۰۰۰۰
بنک آف جاپان میں داخل کیا گیا -	۰۱۳۸۰۰۰۰۰
بنک آف ساوتھہ جنوبی امریکا	۰۰۶۸۰۰۰۰۰
بنک آف میکسکو - (امریکہ)	۰۰۵۷۰۰۰۰۰
بنک آف یونائیٹڈ اسٹیٹ (امریکہ)	۱۴۵۳۰۰۰۰۰
بنک آف کنیڈا - (برطانی نو آبادی)	۰۱۷۱۰۰۰۰۰
بنک آف اسٹریلیا و جنوبی افریقہ	۰۱۹۱۰۰۰۰۰
بنک آف یورپ	۱۷۲۷۰۰۰۰۰
عام اور بقیہ بنک -	۰۵۷۶۰۰۰۰۰
میزان کل	۸۰۷۴۰۰۰۰۰

مصارف جنگ کی وسعت ' کاغذی پیداوار ' بینکوں کی در آمد بر آمد ' اور مہاجنوں کے لین دین سے ثابت ہوگیا ہوگا کہ اس زمانے میں لڑائی کی باگ تمامتر مہاجنوں ہی کے ہاتھہ میں ہے ' وہ مالی مدد دیکر جس سلطنت کو چاہیں دوسری سلطنت سے لڑاسکتے ہیں ' یا جنگ روک دے سکتے ہیں - ابھی دو برس کا زمانہ گذرا ہے کہ جرمنی و فرانس میں جب جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا تو فرانس کے مہاجنوں نے اپنا تمام سرمایہ جرمن بنکوں سے نکال لیا تھا - مجبوراً جرمنی کو اس ارادہ سے باز آجانا پڑا - دولۃ عثمانیہ اور یونان میں بھی جنگ کے جب نئے خطرے پیدا ہوے ' تو مہاجنوں نے باب عالی کو دھمکی دی کہ " اگر جنگ جاری کیگئی تو قرض دینے سے اپنا ہاتھہ کھینچ لینگے "

لیکن افسوس ہے کہ اس قوت سے الٹا کام لیا جاتا ہے - دنیا میں جتنی لڑائیاں قائم ہوتی ہیں ' اونکی تہ میں انہی مہاجنوں کا ہاتھہ کام کرتا ہے - اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب دوران جنگ میں لڑنے والی سلطنتوں کو قرض کی ضرورت پیش آئیگی تو قرض دیکر ان لوگوں کو سالانہ سود کے سمیٹنے کا موقع ملجائیگا ' یا اور متعدد اقتصادی اور مالی اغراض ہوتے ہیں جنکے لیے وہ کسی انقلابی حالت کی ضرورت دیکھتے ہیں - لارڈ سیسل اور جنگ ٹرانسوال کے تعلقات کی داستان قارئین الہلال میں سے بہت سے باخبر اور مطالعہ دوست اصحاب کو یاد ہوگی -

باب التفسیر

الحرب فی القران

(۲)

اس مضمون کا پہلا ٹکڑا گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کے صفحات میں " الحرب و الاسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا تھا لیکن چونکہ اسکا اصلی موضوع در حقیقت تفسیر القرآن سے تعلق رکھتا ہے اسلیے آج باب التفسیر کے تحت میں شائع کیا جاتا ہے -

---

گذشتہ اشاعت میں ہم قدیم وحشیانہ اعمال حرب کی ایک اجمالی فہرست پیش کرکے اسلامی تعلیمات کو واضح کرچکے ہیں - مضمون کا خاتمہ اس مبحث پر ہوا تھا کہ عرب جاہلیۃ میں جنگ و فساد اور لوٹ مار کا فخر و انبساط کے ساتھہ اظہار کیا جاتا تھا ' اور یہ اظہار قومی زندگی کے خصائص میں داخل ہوگیا تھا -

(القتال والحرب)

جنگ کے یہی وحشیانہ افعال تھے جن پر " حرب " کا مفہوم لغوی مشتمل تھا ' اور اہل عرب نے عملی طور پر حرب کا یہی نمونہ قائم کیا تھا جیسا کہ دنیا کی اور تمام قوموں نے کیا - لیکن اسلام نے جنگ کے ان تمام آثار و علائم کو مٹاکر ایک نیا مدنی نظام قائم کیا - اس بنا پر لغۃ و حقیقۃ ' کسی حیثیت سے بھی " جہاد اسلامی " پر حرب کا اطلاق نہیں ہو سکتا تھا - پس یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاد پر ایک جگہہ بھی اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا - البتہ جہاد کی ایک خاص صورت کی تعبیر " قتال " سے کیگئی ہے ' جو ظاہری مفہوم کے لحاظ سے کوتہ بینوں کے نزدیک نہایت خطرناک لفظ ہے - حالانکہ جہاد اور قتال میں ایک طرح کے عموم و خصوص کا فرق ہے :

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (۹ : ۵)	مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو -
و اقتلوھم حیث ثقفتموھم و اخرجوھم من حیث اخرجوکم (۲ : ۱۸۷-۵)	اور کفار کو جہاں پاو قتل کرو اور جہاں سے اونہوں نے تمکو نکال دیا ہے وہاں سے تم بھی انہیں نکال دو -

لیکن دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاکلۃ اللفظ باللفظ ہے جو کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے - خدا اپنے متعلق کہتا ہے : مکروا و مکرا اللہ و اللہ خیر الماکرین - حالانکہ خدا مکار نہیں ہے ' بلکہ پر زور طریقہ سے یہ کفار کے اعمال شنیعہ کا جواب دیا گیا ہے - ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ برائی کا بدلہ برائی ہے ' حالانکہ برائی خود برائی ہے لیکن اوسکا بدلہ برائی نہیں ہے بلکہ وہ قانون عدل کا ایک احسن نتیجہ ہے : جزاء سئیۃ سئیۃ مثلھا (برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے) اسی طریقہ پر اس لفظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے ورنہ اسکی حقیقت سئیہ مقصود نہیں ہے ' جسطرح خدا کے مکر کرنے سے حقیقی مکر مراد نہیں لیا جا سکتا - اسی طرح یہاں قتال سے بھی دنیا کا عام قتال مراد نہیں ہے :

فان قتلوکم فاقتلوھم (۲ : ۱۷۲)	اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم بھی ان سے مقاتلہ کرو -

اور اگر اسکو تسلیم نہ کیا جاے ' تب بھی یہ خود کفار ہی کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے - جہاد کا اصل مقصد نہیں ہے - چنانچہ دوسری آیت میں اس کی تشریح کردی گئی ہے :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ ' و اعلموا ان اللہ مع المتقین (۲ : ۱۹۱)	جو شخص تم پر زیادتی کرے ' تم بھی اوسی کے مثل زیادتی کرسکتے ہو لیکن اس سے زیادہ تجاوز کرنے میں خدا سے ڈرو ' اور یقین کرو کہ خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھہ ہے -

(آیات ستہ)

لیکن تمام قرآن کریم میں جہاد پر " حرب " کا اطلاق کہیں بھی نہیں کیا گیا ہے - صرف چھہ جگہ " حرب " کا لفظ آیا ہے ' حالانکہ تمام قرآن کریم جہاد کی ترغیب و تحریص سے بھرا ہوا ہے :

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل (۹ : ۱۰۸)	جن لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلیے ' اون میں پھوٹ ڈالنے کیلیے ' اور اوس شخص کی گھات کیلیے جس نے خدا اور اسکے رسول سے پہلے لڑائی کی ہے ' نیز اپنے کفر کے اظہار کیلیے ایک مسجد بنائی ہے -
انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (۵ : ۳۷)	جو لوگ خدا اور اوسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ' اونکی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں ' یا اونکو پھانسی دی جاے ' یا اونکے ایک ایک داہنے بائیں ہاتھہ پاوں کاٹ ڈالے جائیں ' یا جلا وطن کردیے جائیں - دنیا میں بھی اونکے لیے یہ ذلت اور رسوائی ہے ' اور آخرت میں دوسرا بڑا عذاب ہونے والا ہے -

(۳) یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلــوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله (۲ : ۲۷۸)

مسلمانو ! خدا سے ڈرو اور جو رقم سود کی تمہاری آدمیوں پر باقی ہے ' اوسکو چھوڑ دو اگر تم مسلمان ہو' اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یقین کرو کہ خدا اور اوسکے رسول کا تمہارے ساتھہ اعلان جنگ ہے -

(۴) و القینــا بینهـــم العداوة و البغضاء الی یوم القیامة کلما اوقدوا نارا للحرب اطفــاها الله و یسعون فی الارض فسادا و الله لایحب المفسدین (۶۹ : ۳۲)

ہم نے یہود و نصاری میں قیامت تک کیلیے باہم دشمنی ڈالدی ہے - جب جب وہ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں ' خدا اوسکو بجھا دیتا ہے ' مگر وہ دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں ' اور خدا مفسدوں کو درست نہیں رکھتا -

(۵) الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة و هم لایتقون - فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهــم من خلفهم لعلهـــم یذکرون (۸ : ۵۸)

وہ لوگ جن سے تمنے عہد کیا مگر وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے ' سو اگر تم اونکو جنگ میں پاؤ ' تو چاہیے کہ انپر دباؤ ڈالو تاکہ جو لوگ انکے پیچھے ہیں انکو بھی بھاگنا پڑے -

(۶) فاذا لقیتــم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتمو هم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارها (۴۷ : ۴)

جب تمہارا اور کفار کا جنگ میں مقابلہ ہو تو اونکی گردن اوڑادو ' یہانتک کہ جب خوب خونریزی ہوچکے تو اونکو غلام بناو ' اسکے بعد یا تو احسان اونکو چھوڑ دو یا فدیہ لیکر رہا کردو ' یہانتک کہ لڑائی موقوف ہوجاے -

پہلي آیت میں "حرب" کا جو استعمال کیا گیا ہے' اوسکو قتال اسلامي سے کوئی تعلق نہیں ایک عرب تھا ابو عامر راہب ' جسکي ریاست مذہبی کو آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کي بعثت سے صدمہ پہونچا تھا - اُسنے اپنے عزو جاہ کو قائم رکھنے کیلیے متعدد لڑائیاں کي تھیں - چنانچہ آیت میں " من قبل " کا لفظ خود اسپر دلالت کرتا ہے' لیکن جب قبیلہ ہوازن نے شکست کھالی تو وہ شام کي طرف بھاگ نکلا اور وہاں سے منافقین کو پیغام دیا کہ " تم آلات جنگ فراہم کرو ' اور ایک مسجد بنادو ' میں قیصر کے پاس جاکر فوج گراں لیکے آتا ہوں اور محمد کو مدینہ سے نکال دیتا ہوں " - ظاہر ہے کہ اس جنگ کا مقصد بجز بغض و انتقام ' خدع و فریب ' ظلم و عدوان ' اور طلب ریاست تھا جس پر جنگ کی حقیقت لغویہ بالکل منطبق ہوسکتی ہے اسلئے قرآن مجید نے اس لفظ کو اوسکے صحیح مفہوم لغوي کے مطابق استعمال کیا ہے' نہ کہ جہاد کیلیے -

(۲) دوسري آیت قاتلین کو' مفسدین في الارض ' غارتگران امن و اخلاق ' اور راہزنوں اور ڈاکوؤں سے متعلق ہے ' اور لوٹ مار حرب کے مفہوم ہي میں داخل ہے' اسلیے یہ آیت پہلے سے بھي زیادہ واضح ہے - جہاد سے اسکو ذرا بھی مس نہیں -

(۳) تیسري آیت میں بے شبہہ خدا نے اپنے اور اپنے رسول کي طرف " حرب کا " انتساب کیا ہے' لیکن جہاد یہاں بھي مراد نہیں ہے - خود مفسرین کو یہ شبہہ ہے کہ مسلمانوں سے یہ طرز خطاب بظاہر صرف کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے' لیکن یہ کیوں ضروري سمجھہ لیا گیا ہے کہ اسلام کي ہر جنگ مقاصد جہاد ہي پر مشتمل ہو بلکہ سیاسی حیثیت سے مقاصد دنیویہ بھي اوسکا مقصد ہوسکتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ لفظ بھي اس جگہ اپنی حقیقت لغویہ پر منطبق ہو سکتا ہے' سود خواري در حقیقت ایک راہ زني ہے اور ہر سود خوار ایک ڈاکو ہے جو بندگان خدا کے مال کو بلا معاوضہ لوٹ لیتا ہے' اسلیے خدا نے فرمایا :

" جس طرح تم غریبوں کا مال لوٹ رہے ہو' ہم بھي اسی طرح تمہارا مال لوٹ کر انکو واپس دلادینگے " یہی " حرب " کے معنے ہیں -

(۴) چوتھي آیت کسی تاویل کي محتاج نہیں ' وہ یہود و نصاری کے متعلق ہے - اونہوں نے باہم جو لڑائیاں قائم کی تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و انتقام اور شر و فساد تھا جسپر لغوي حیثیت سے یہ لفظ دلالت کرتا ہے - با اینہمہ خدا نے اسکو پسند نہیں کیا اور اس مشتعل آگ کو بجھا دیا - کلما اوقدوا نارالحرب اطفاها الله -

اب یہ آگ پھر مسیحي دنیا میں اس اعلان الٰہی کی تصدیق دائمی کو محکم تر کرتي ہوئي مشتعل ہوگئي ہے -

(۵) پانچویں آیت قبیلۂ بنو قریظہ کے متعلق ہے' جنہوں نے اسلام کے ساتھہ متعدد بار معاہدہ کرکے عہد شکنی کي تھي ' اور تمام قبائل عرب کو آنحضرت کے ساتھہ جنگ پر آمادہ کردیا تھا - آیت میں " حرب " سے وہي حرب مراد ہے جو بنو قریظہ کي ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھي اور یہ ظاہر ہے کہ اونہوں نے جو لڑائیاں قائم کرائي تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و فساد تھا ' اسلیے یہاں بھي " حرب " سے جہاد اسلامي مراد نہیں ہوسکتا ' بلکہ حرب کي وہي حقیقت لغویہ سبیعہ و ملعونہ مراد ہے -

(۶) چھٹي آیت میں بے شبہہ بظاہر " جہاد اسلامي " پر حرب کا اطلاق کیا گیا ہے ' لیکن شرح و توضیح کے بعد معلوم ہوگا کہ یہي آیت جہاد اسلامی کا مقصد وحید ہے ' اور جہاد کی حقیقت مقدس اسی لفظ میں مضمر ہے ' چنانچہ اسکي تشریح آگے آتي ہے -

(جنگ میں صلح)

یورپ نے اگرچہ مذہب کے تمام راز ہاے سر بستہ فاش کردیے ' مگر وہ ابتک " التوحید فی التثلیث والتثلیث فی التوحید " کي گرہ کو نہ کھول سکا - لیکن اسلام " السلم فی الحرب والحرب فی السلم " کے عقدہ لا ینحل کو حل کر دیتا ہے ' یعنے " امن و صلح میں جنگ اور جنگ میں صلح و امن ! " مگر اس مسئلہ میں ہمکو پہلے یورپ ہی کے کار نامہ اعمال پر نظر ڈالنی چاہیے -

اسلام نے " امن و سلام " کا جو دور جدید قائم کر دیا تھا ' دنیا کی سبعیت اور بہیمیت نے اگرچہ اوسکو " جنگ و خونریزي " سے بدل دیا ہے ' لیکن با اینہمہ کبھي کبھی سیاسی مصالح سے اس فراموش شدہ حقیقت کا نام زبانوں پر آ بھی جاتا ہے ' اور اس بھولے ہوے خواب کي یاد تازہ کرادي جاتي ہے انہی مصالح سے پچھلے دنوں بہ مقام ہیگ ایک عجیب و غریب مجلس صلح کا انعقاد ہوا تھا جسکا نام ارباب سیاست نے " مجلس امن و صلح " رکھا تھا !

عرب کے ایک شاعر نے کسی قبیلہ کي ہجو میں کہا تھا " کہ وہ مرد ہیں نہ عورت ' جسطرح شتر مرغ کہ نہ چڑیا ہے نہ اونٹ " اسی طرح اس صلح کی حقیقت بھی اگرچہ مشتبہ ہے' لیکن ہم " فرشتۂ امن " کے بجاے شتر مرغ کے پر کے سائے میں بھي زندگي بسر کرسکتے تھے - تاہم اسکے بعد کے خونین واقعات نے ثابت کردیا کہ یہ شتر مرغ بھی صرف بعض خاص موسموں ہي میں اپنا سایہ ڈال سکتا ہے !

تاہم جنگ و صلح کي اس آمیزش نے دنیا کے لیے یہ نہایت دلچسپ سوال پیدا کردیا کہ " کیا جنگ کا خاتمہ ہوسکتا ہے ؟ کیا

جنگ کي تپش میں تپتے هوے چہروں پر پھر دائمی صلح کا ظل الغمام اپنا سایه ڈال سکتا ہے ؟

یورپ کے بڑے بڑے ارباب سیاست اور ارباب حل و عقد نے اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے دیا ہے' لیکن ایک صلح پسند شخص کیلیے ان میں ایک جواب بھي تسکین بخش نہیں -

امریکه کا سابق پریسیڈنت روز ویلٹ کہتا ہے :

" هاں دنیا کو صلح و آشتي کے وسائل فراهم کرنے کی کوشش کرني چاهیئے' لیکن هر صلح بھي پسندیده نہیں هوسکتي - دنیا میں بہت سے ظالم ایسے پیدا هوگئے هیں جنکا سینۂ تنگ فتح کا ایک هولناک میدان ہے' لیکن وہ اس میدان کو صلح کا خوشنما سبزہ زار کہتے هیں -

بہت سے لوگ بزدلي ' ضعف عزیمت ' اور مکر و فریب کو بھي صلح کے پردے میں چھپا رہے هیں - اسلیے همارا فرض ہے که اپنے آپ کو اوس صلح سے الگ رکھیں جسکي ترکیب ظلم اور بزدلي سے هوتي ہے - تاهم ظالمانه لڑائیاں بہت اور ظالمانه صلح کم هیں - لیکن دونوں کي دونوں قابل نفرت هیں "

لارڈ اویبري (سر جان لبک) کی راے ہے :

" مجھے صلح کي توقع بہت کم ہے - خود هم انگریز' اپنے بحري و بري مصارف جنگ کو بڑھا کر دنیا کے سامنے جنگ کي تیاري کا بدترین نمونه پیش کر رہے هیں "

سرفریڈریک پوالیک نے اپنے وسیع قانوني تجارب کي بنیاد پر جو اونکو زمانه ججي میں حاصل هوے هیں' یه راے قائم کي ہے :

" عام خیال ہے که سلطنتوں کے جھگڑے بھی شخصی نزاعوں کے مثل هیں ' اس لیے حکم کے ذریعه اسکا فیصله هو سکتا ہے ' لیکن سلطنتوں کي اکثر حالتیں اشخاص سے مختلف هوتي هیں مثلا باهمی معاهدوں کے دفعات کي تشریح ' یا اونکی خلاف ورزي کا فیصله عدالتوں اور ثالثوں کے ذریعه سے نہیں هوسکتا - سب سے بڑا مسئله سیادت و اقتدار کا ہے جسکو ایک سلطنت کسي ملک پر قائم کرنا چاهتي ہے - ان تمام باتوں کا فیصله صرف تمام سلطنتوں کے اتفاق و اتحاد هی سے هو سکتا ہے ' اور اس اتحاد کو اوس قوت سے زیاده مضبوط و مستحکم هونا چاهیے جو اوسکي حریف بنکر اوسکا مقابله کرنا چاهتي ہے - پھر یه اتفاق بھي صرف چھوٹي چھوٹي لڑائیوں هي کو روک سکتا ہے - وہ عظیم الشان سلطنت جو دوسري سلطنت کو حقارت سے دیکھتي ہے ' یا اوسکو اپنے ساتھه ملالینے کی قدرت رکھتي ہے' اس اتفاق کي بھي پروا نہیں کرسکتي "

سرگلبرٹ پارکر نہایت دلیري سے صلح کانفرنس کے خلاف اپنا یه خیال ظاهر کرتے هیں :

" میں صلح کي خوشنما امیدوں سے اپنا دل بہلا نہیں سکتا' واقعات همکو ایک عظیم الشان جنگ کي دهمکي دے رہے هیں' جب تک وحشت موجود ہے ' جب تک غیر مکمل طور پر تہذیب یافته قومیں سطح زمین پر آباد هیں ' اتفاق و اتحاد نا ممکن ہے - همکو خدا پر بھروسه کرکے اپنے بارود کو خشک رکھنا چاهیے "

مشہور سرٹامس برکلی کا خیال ہے :

" دائمي صلح آسان نہیں' بعض لڑائیاں قانون ارتقاء کے ثابت شده اصول " تنازع للبقاء " کے لیے کی جاتی هیں' نو آبادیوں کے لیے صرف اسي غرض سے لڑائیاں قائم هوتي هیں که انسان پر اپنے ملک کا دائرہ تنگ هوجاتا ہے ' اور وہ دوسري قوموں کو دھکیل کر آگے بڑھنا چاهتا ہے - کیونکه اسکے بغیر اوسکي زندگي ممکن هي نہیں -

بعض لڑائیاں استبداد و استقلال کے لیے برپا هوتي هیں ' جنکی تحریک صرف ظلم کرتا ہے ' بعض لڑائیاں تہذیب و تمدن کے استحکام کی غرض سے قائم کی جاتي هیں - اگر وحشت و همجیت اپنے انتہائي درجه تک پہنچ گئی ہے' تو اس قسم کی لڑائیاں دنیا کي سعادت مدنیه کے لیے مبارک فال هیں -

اسکے علاوہ جہالت اور جذبات کا جوش بھي کلیتا نہیں روکا جا سکتا ' پس اگرچه جنگ کا انسداد کلی محال ہے ' تاهم هر انگریز ' هر فرنچ' هر امریکن ' هر جرمن ' اب لڑائی کو حقارت کي نگاہ سے دیکھتا ہے ' اور اوس کي طرف اپنا میلان نہیں ظاهر کرتا "

مسٹر الزک امریکه کے ایک سیاسي فیلسوف هیں اون کی تمناوں کا خوش نما سبزہ زار یه ہے :

" میري بڑي خواهش یه ہے که جنگ سے علحدگي اختیار کیجاے' لیکن یه منزل ابھي بہت دور ہے' بہت سے مسائل ثالثي کے ذریعه حل هوسکتے هیں ' لیکن آگے بڑھنے والے اقتدار و نمود کو کون روک سکتا ہے ؟ "

صلح و آشتی کی یه آخري خدمت تھي جسکو یورپ کی ترقی یافته مدنیة نے انجام دیا لیکن امن کا یه فرشته یورپ سے نکل کر بلقان' طرابلس' اور ایران کا دورہ کرچکا ہے' اور اب خود اپنے مستقر یورپ کے تخت جلال کا پایه پکڑ کر دنیا کو اپنا زخمي چہرہ دکھا رہا ہے :

و حملت الارض والجبال	آسمان اور زمین اوٹھا کر ایک ساتھه
فدکتا دکة واحدة فیومئذ	پٹک دیے گئے اور وہ دفعتاً
وقعت الواقعه وانشقت	چور چور هوگئے پس آج هی کے دن
السماء فهي یومئذ واهیة	قیامت کا سب سے بڑا دن آ گیا
(الحاقه ۱۴)	آسمان پھٹ پڑے ' اور اونکی چولیں
	ڈھیلی هوگئیں !!

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھانے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا اپنی تامفت دی جاتی ہیرونجات کیلئے ہر دوا کا نمونہ
نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا
جواہر نورالعین بیس روپے ماشہ والا خالص ممیرہ بھی جواہر نورالعین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں روئے یعنی ککرے - پھولا - ناخنہ - پڑبال ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے - عینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عـلـه درجہ اعلے للعـہ درجہ اول عـا

جوہر شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلا اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیر و جوان کی ہر قسم کی کمزوری ولاغری جلد رفع کر کے اعلے درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عـه

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کر کے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی اکبر و پیہ عـه

اکسیر بہرہ پن برسوں کا بہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا
طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنک اور سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عـه

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عـه

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ عـه

سندات جواہر نور العین (۱) مسٹر سیکے صاحب چیف انسر وانیورا - جواہر نور العین سے پیرانا موتیا بند بالکل رفع ہو گیا - (۲) مسٹر سنتم بی فرام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولا بالکل دور ہو گیا آپکی عجیب دوا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب ...لندی مجھے بچپن سے رتوندہی (شبکوری) کا مرض تھا سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نور العین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہو گئی - +

ڈاکٹر نبی بخش خان سابق سیرین سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
حال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

تاریخ و عبر

ولیم اول شاه پروشیا

نپولین ثالث

اولین جنـگ جـرمنی و فـرانس

سنه ۱۸۷۰ ۰ ۱۹۱۴ع میں

کہا جاتا ہے کہ زمانہ آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے اور ماضی مستقبل کی طرف مڑکے نہیں دیکھتا' لیکن حوادث کی قوت اوسکو پیچھے ہٹا سکتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ شباب کا زمانہ گذر جاتا ہے اور پھر پلٹ کے نہیں آتا' لیکن دل کے اوبھرنیوالے ولولے اوسکو بلا سکتے ھیں -

کہا جاتا ہے کہ موج گل نکل جاتي ہے' اور پھر لوٹ کر نہیں آتی' لیکن ھوا کا جھونکا اس قافلہ کو لوٹا لاتا ہے -

یہ صرف دعوا ھی دعوی نہیں ہے' بلکہ بیسویں صدي کے ایک ھولناک حادثے' ایک اوبھرنیوالي قوت' اور ایک متحرک دائرہ خون و آتش نے ان محالات کو ممکن کر دکھایا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں جرمني اور فرانس کے درمیان جو یادگار جنگ قایم ھوئی تھي' اوسکا نہ بھولنے والا زمانہ گذر گیا تھا' اور دنیا سمجھي تھی کہ شاید اب وہ دوبارہ پلٹ کے نہ آے' لیکن آج ١٥ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کا دن پھر پلٹ کے آگیا ہے' اور عنقریب اوسکا آفتاب اپنی پوري حرارت قاھرہ کے ساتھہ پیرس کے سر پر چمکنا چاھتا ہے -

(اسبـاب جنـگ)

یہ جنگ جس زمانے میں قائم ھوئي' جرمني اور فرانس کی حالت موجودہ دور سے بالکل مختلف تھي' اور سچ تو یہ ہے کہ جرمني اور فرانس کو موجودہ حالت پر اسي جنگ نے پہونچایا -

جرمني کے نظام اجتماعي میں آج جو اتحاد اور قومیت نظر آتی ہے' وہ اوس زمانے میں بالکل مفقود تھی - تمام سلطنت چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں تقسیم ھوگئي تھي' اور جرمني کا دماغ اعظم یعنی پرنس " بسمارک " دیکھہ رھا تھا کہ ان بکھرے ھوے موتیوں کو صرف کوئی بڑي خارجي جنگ ھي ایک رشتہ اجتماع میں منسلک کرسکتي ہے -

اب اگرچہ فرانس کو جمہوریت کا موسس اول تسلیم کیا جاتا ہے' لیکن وہ اسوقت نپولین ثالث کے دست استبداد کے پنجۂ آھنیں میں گرفتار تھا - نپولین کا دور حکومت مادي ترقیوں کے لحاظ سے اگرچہ فرانس کي تاریخ میں ایک یادگار زمانہ خیال کیا جاتا ہے' اوسکے عہد میں فرانس نے تجارت میں خاص طور پر ترقي کي' ریلوے لائنوں کا جال ملک میں پھیل گیا' زمین کي تمام کانوں نے اپنا خزانہ فرانس کیلیے اوگل دیا' ملک میں کثرت سے کارخانے قائم ھوگئے' اور تمام یورپ میں پیرس نے ایک عظیم الشان دارالسلطنت کي حیثیت پیدا کرلي' تاھم ان ترقیوں کي وسعت اور اونکے وسائل نے ملک کو ٹکس کے بوجھہ سے گرانبار بھی کردیا تھا اور اسلیے ملک میں بے چینی بڑھتی جاتي تھی -

سوء اتفاق سے اسي زمانے میں اوس نے ایک کتاب لکھي' جس میں شخصی حکومت کو جمہوري حکومت پر ترجیح دي تھی اور تمام ملک کو یقین دلایا تھا کہ فرانس صرف اسي قسم کے طرز حکومت سے ترقي کرسکتا ہے - چونکہ اس قوت کي نشو و نما کیلیے فرانس کي زمین تنگ ھوگئی ہے' اسلیے فتوحات ملکی کے ذریعہ دوسری سلطنتوں کے حدود میں داخل ھوکر ترقي کرنے کا موقع حاصل کرنا چاھیے -

اوس کے بڑھاپے کے زمانے تک اگرچہ استبداد کا پنجہ آھنیں فرانس کا مالک الرقاب رھا' لیکن اخر میں لویس تیارس اور ژول فاور نے اوسکي سخت مخالفت کي - ٹکس کی کثرت نے ملک میں نپولین کي طرف سے جو ناراضی پیدا کردي تھي' اوس سے ان لوگوں نے پورا فائدہ اوٹھایا' اور اپني ایک مستقل پارٹی پیدا کرلي - نپولین نے رفق و ملاطفت کے ذریعہ اس فتنہ کو دبانا چاھا اور نیابتی اصول پر ھاؤس آف لارڈز (مجلس الشیوخ) کے ذریعہ ایک قانون مرتب کرکے ١٥ - اگست سنہ ۱۸۶۹ کو نافذ کردیا - اسي قانون نے پارلیمنٹ کی بنیاد ڈالي اور ایک نئي وزارت قائم ھوئي' جسکے اکثر ممبر جمہوریت پسند تھے -

(پروشیا اور جرمنی)

اسوقت جرمنی کے تمام اجزاء (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) بکھرے ھوے تھے - ملک میں چھوٹي چھوٹي ریاستیں قائم تھیں جن میں سب سے زیادہ طاقتور پروشیا تھي' اور ولیم اول فریڈریک سریر آراے تخت سلطنت تھا - پروشیا جنگ فرانس سے پہلے آسٹریا کو صرف سات ھفتوں میں شکست دیچکي تھي اسلیے ایک طرف تو نپولین ثالث اوسکو بد گماني کي نگاہ سے دیکھہ رھا تھا' دوسرے طرف بسمارک جنگ فرانس کو جرمني کے سلسلۂ اتحاد کي ایک نمایاں کڑي خیال کرتا تھا' پس جرمني و فرانس دونوں کے دل میں بغض و عداوت اور رشک و حسد کا بیج پڑ گیا' جو آگے چلکر دیگر اسباب کے ساتھہ ملکر جنگ کا سبب بن گیا -

جنگ آسٹریا اور پروشیا کے یہي سات ھفتے اپني یادگار میں ایک طویل و ممتد سلسلۂ جنگ چھوڑ گئے - چنانچہ اس فاتحانہ جنگ کے بعد پروشیا نے جن طبیعي حدود کا الحاق کرلیا تھا اونکے معاوضہ میں نپولین ثالث نے جرمني کے اون حدود کا مطالبہ کردیا جو دریاے رین کے مغربی سواحل پر واقع تھے -

لیکن بسمارک نے قطعي انکار کردیا - اب مجبوراً نپولین نے اپنے اس مطالبہ سے دست بردار ھوکر سفیر برلن کے ذریعہ ایک یاد داشت پیش کي - اسمیں بلجیم اور جنوبي جرمني کو فرانس کے ساتھہ ملحق کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا - یہ یاد داشت جب پرنس بسمارک کے سامنے پیش کیگئي تو اوس نے اس موقع کو مغتنم سمجھکر یاد داشت اپنے پاس رکھہ لي' اور کچھہ جواب نہ دیا -

(مسئلۂ لکسمبرگ و بلجیم)

اسي زمانے میں شاہ ھولینڈ ریاست (تنچی) لکسمبرگ کو فروخت کرنا چاھتا تھا جسکو نپولین نے سنہ ۱۸۶۷ع میں خریدنا چاھا' لیکن پرنس بسمارک نے اس پر اعتراض کیا کہ " وہ جرمني کا ایک ٹکڑا ہے اور پروشیا کی فوج اوسکي حفاظت کي ذمہ دار ہے " اس پر دونوں سلطنتوں میں سخت نزاع قائم ھوگئي - بغض و عداوت کے

بیج نے اب اگرچہ گھنے شاخ و برگ پیدا کرلیے' لیکن اب تک تلوار کا پھل اونکے اندر چھپا ہوا تھا ' اسلیے جنگ قائم نہ ہوئی ' بلکہ اس قضیہ کا فیصلہ لندن میں ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا گیا -

اس کانفرنس نے تمام سلطنتوں کی ذمہ داری میں لکسمبرگ کو ایک آزاد اور خود مختار صوبہ قرار دیا - اس فیصلہ نے فرانس کے نفوذ و اقتدار کو بالکل مٹادیا ' اور پروشیا کی طاقت و نفوذ اور پرنس بسمارک کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کردیا -

اس بنا پر اس فیصلہ کے بعد ہی دونوں سلطنتوں میں سخت ناچاقی پیدا ہوگئی - فرانس کو یقین ہوگیا کہ سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ اب صرف تلوار ہی کرسکتی ہے - اسی دن سے فرانسیسیوں نے در پردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں -

اسی تھوڑے زمانے کے زمانے میں اسپین کا تخت ایک سریرآرا کے وجود کا محتاج ہوا ' اور جنرل پریم وزیر اسپین نے ایک جرمن امیر لیوپولڈ وان زولن کو اس منصب کیلیے منتخب کیا ' لیکن فرانس نے اوسکو اپنے حقوق کے منافی سمجھا ' اسپر سخت لہجہ میں اعتراضات کیے ' اور ان اعتراضات کو سفیر پروشیا مقیم پیرس کے پاس ایک یاد داشت کی صورت میں مرتب کرکے بھیجدیا - سفیر پروشیا نے ایمس میں جاکر شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' شاہ نے جواب دیا کہ لیوپولڈ وان زولن کی تخت نشینی کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے - وہ اسپین کی عام راے پر اوٹھا رکھا گیا ہے ' پروشیا اس معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتی ' اگر اسپین کی پبلک نے لیوپولڈ کو بادشاہ منتخب کرلیا تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ وہ اوسکی تائید کرے -

سوء اتفاق سے اسپین کے عام اجتماع سے لیوپولڈ کے سر پر تاج شاہی رکھدیا ' اور چونکہ پرنس بسمارک جنگ جرمنی و فرانس کا شدت کے ساتھہ انتظار کررہا تھا اور یہ واقعہ اوسکا سب سے بڑا محرک ہوسکتا تھا ' اسلیے عام خیال یہ ہے کہ یہ بسمارک کی ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ تھا -

(ابتدائی جنگ)

فرانس بھی پہلے ہی سے جنگ کی تیاری میں مصروف تھا - اس واقعہ کے بعد اوسکی مخفی طاقت علانیہ اوبھر آئی ' اور اپنی تمام سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردی - بالخصوص دریاے رین کی طرف تو فرانسیسی لشکر کا ایک سیلاب عظیم روانہ ہوگیا اور جنرل مکمیہن اوس کا سپہ سالار بنایا گیا - شاہی فوج کی سپہ سالاری کا منصب جنرل بےزین کو عطا ہوا تھا -

اس جنگ کا اصلی سبب امیر لیوپولڈ تھا جو اسپین کا تاجدار بنایا گیا تھا - لیکن یہ قابل صد ہزار آفرین ایثار نفسی دنیا میں کبھی نہ بھلائی جائیگی کہ اوس نے اپنی تخت نشینی کی یادگار میں اس بد ترین جنگ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور اس منصب سے کنارہ کش ہوگیا !

بادشاہ پروشیا نے اسکی علحدگی کو صرف اوس خاص اقتدار کی بنا پر تسلیم کرلیا جو تمام ملک کیساتھہ اوسکو لیوپولڈ کے خاندان پر حاصل تھا - مگر اپنے عام ملکی اختیارات سے اسکی تصدیق نہ کی - لیکن نپولین ثالث کو اسپر اصرار تھا کہ اس علحدگی کو عام شاہی اختیارات کی بنا پر تسلیم کرانا چاہیے جسکے معنی یہ تھے کہ سلطنت پروشیا اپنے اس حق سے دست بردار ہوگئی ' مگر شاہ پروشیا نے نپولین کے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا اور دریاے رین کی طرف بالمقابل اپنی فوجیں روانہ کردیں -

داهیۂ سیاست " بسمارک "

پرنس بسمارک موقع کا منتظر تھا - اب وہ موقع آگیا - اوپر گذر چکا ہے کہ نپولین ثالث نے سنہ ۱۸٦۷ میں الحاق بلجیم کے متعلق جو یاد داشت پیش کی تھی ' اوسکو پرنس بسمارک نے دبا رکھا تھا - اب اوس نے اسکو عام طور پر شائع کردیا جس نے تمام یورپ میں ایک تہلکہ مچادیا - انگلستان نے چونکہ بلجیم کی محافظت کی ذمہ داری لی تھی ' اسلیے اوسپر نسبتاً اسکا اثر زیادہ پڑا ' اور اوس نے فرانس سے زمانہ جنگ میں بلجیم کے حفاظت کی ذمہ داری لینے کا مطالبہ کیا -

پرنس بسمارک جرمنی کے داخلی اتحاد و اتفاق کا جو خواب پریشان ایک مدت سے دیکھہ رہا تھا ' یہ جنگ اوسکی صحیح تعبیر تھی - چنانچہ اعلان جنگ کے ساتھہ ہی جرمنی کی پوری طاقت پروشیا کی حمایت کیلیے امنڈ آئی ' اور جرمنی فوج کی سپہ سالاری خود فریڈرک ولیم ولیعہد سلطنت اور اوسکے چچا زاد بھائی پرنس فریڈرک چارلس نے کی - کمانڈر انچیف (قائد عام) خود شاہ پروشیا تھا ' لیکن اوسنے اس عہدہ جلیلہ کو جنرل کونٹ وان مولٹک کے سپرد کردیا ' جو دنیا کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا سپہ سالار خیال کیا جاتا ہے - اور جو موجودہ جنگ کے وان مولٹک کا چچا تھا -

جرمن فوج کا یہ سیلاب مینس اور کوبلنس کے درمیان جمع ہوا ' اور وہاں سے حدود فرانس کی طرف موجیں مارتا ہوا بڑھا - فرانسیسی لشکر نے بھی نانسی اور میٹز میں اپنی قوت جمع کی جنکا نام موجودہ جنگ میں بھی سب سے پہلے آیا ہے ' اور وہاں سے حدود جرمنی کی طرف روانہ ہوگیا - خود نپولین نے اس کی سپہ سالاری کی تھی -

ابھی جولائی کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ۷۰۰۰۰۰ جرمن سپاہی حدود فرانس میں موسیل سے رین تک پھیل گئے - دوسری طرف ۳۵۰۰۰۰ فرنچ سپاہیوں کے ٹڈی دل نے حدود جرمنی کو گھیر لیا -

(معرکۂ اولی)

پہلا معرکہ مقام ساربروکن میں ۳ - جولائی کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاری رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسیوں کے ہاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ہی تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو وہ ولی عہد کی سپہ سالاری میں ویسنبرگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل دوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی قیدی بھی گرفتار ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررہی تھی ' لیکن اس تاریخ سے اوس کی فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

بصائر و حکم

ھنــا و ھــناک !

دنیا پر خون اور آگ کے عذاب کے دو هفتے او ر گذر گئے ‘ مگر معلوم هوتا ہے کہ اسکی جوع خونیں اور عطش آتشیں کے لیے نہ تو انسان کے گوشت کا ڈھیر ابتک کافی جمع ہوا ہے ‘ اور نہ خون کی نہریں اچھی طرح بہی ھیں - اسکی مثال اس مدت کے بھوکے پیاسے انسان کی سی ہے جو چند ابتدائی لقمے کھا کر اور دو چار گھونٹ اتار کر اپنی بھوک پیاس کو اور زیادہ مستعد اور طیار کرلیتا ہے - پس ابتک جو کچھہ ہوا ہے ‘ یہ خوان جنگ کے ابتدائی لقمے تھے - اس عہد الیم و معذب کی بھوک اس سے سیر نہیں ہوئی ہے ‘ بلکہ اور زیادہ کھل گئی ہے : فذرھم حتی یلقوا یومھم الذین فیہ یصعقون ‘ یوم لا یغنی عنھم کیدھم شئیاً و لا ھم ینصرون - و ان للذین ظلموا ‘ عذاباً دون ذالک ‘ و لاکن اکثرھم لا یعلمون (۵۲ : ۳۹)

لیکن اس عرصہ میں ھلاکت و بربادی کی دنیا سے کچھہ دیر الگ هوکر بہتر ہے کہ زندگی اور امن کی آبادیوں پر نظر ڈالیں -

پچھلے تین ھفتوں کا ایک سب سے زیادہ عظیم الشان منظر یہ ہے کہ جبکہ تمام انگلستان کی سرزمین صف بستہ جنگ آوروں کی حرکت سے پر شور رهی ہے ‘ تو هندوستان کے هر گوشے اور هر حصے میں عہد وفاداری کی تجدید کے لیے بھی هر باشندے نے متحدہ حرکت میں حصہ لیا ہے -

انگلستان میں جو کچھہ ہوا اُسے یہی کرنا تھا ‘ اور هندوستان نے جو کچھہ کیا ‘ وہ صرف اتنا هی کرسکتا تھا -

اگر انگلستان کی موجودہ فوجی زندگی کی حرکت اور حفظ وطن کا جوش اسقدر عظیم و وسیع ہے ‘ جسکی نظیر پوری ایک صدی کے اندر نہیں ملسکتی ‘ تو ہندوستان کا موجودہ اظہار وفاداری بھی جس عام اتحاد اور وسعت کے ساتھہ تمام ملک میں ہوا ہے ‘ کوئی پچھلی نظیر نہیں رکھتا - ملک کی هر جماعت اور هر حصہ نے اسمیں حصہ لیا ہے ‘ اور بے شمار جلسوں میں لوگوں نے کہا ہے کہ هم اپنا سب کچھہ انگلستان کو دیدینے کیلیے طیار ھیں -

موجودہ جنگ کا سب سے بڑا موثر منظر انگلستان کی داخلی حالت ہے - جنگ سے چند گھڑی پیشتر تک السٹر کی بغاوت اور جنگ کا معاملہ اپنی انتہائی منزلوں سے گذر رہا تھا اور شاهی دعوت پر جو کانفرنس صلح منعقد هوئی تھی ‘ وہ بھی ناکام رهی تھی - لیکن اعلان جنگ کے ساتھہ هی انگلستان کی اس سب سے بڑی مہلک خانہ جنگی کا خاتمہ هوگیا ‘ اور اسطرح تمام آئرلینڈ اور برطانیہ متحد هوگیا گویا اختلاف و نزاع کا صدیوں سے وجود هی نہیں -

بلا شبہ یہ بہت هی شاندار منظر ہے اور السٹر کی بغاوت نے ایثار اور اتحاد وقت کی قدر شناسی کا یادگار ثبوت دیا ہے ‘ لیکن اسکے ساتھہ هی هندوستان کو بھی نظر انداز نہیں کردینا چاهیے - اگر السٹر نے اپنی ایک هی آخری شکایت کو وقت کی مصیبت دیکھکر بھلادیا ہے تو هندوستان نے بھی اپنی بہت سی ابتدائی شکایتیں بھلا دی ھیں ‘ اور گو اسکے درد کے افسانے بہت طول طویل تھے ‘ مگر سب کو ملتوی کرکے سکون اور اعتماد کا علم اعلان کردیا ہے -

البتہ اس اعلان میں نہ تو سر ایڈورڈ کارسن کی تلوار ہے ‘ جو اب خانہ جنگی کی جگہ خارجی دشمن کے دفاع میں چلیگی ‘ اور نہ حب الوطنی اور حفظ ملک کا وہ زندہ جوش ہے جو برطانیا کے جزیروں سے لیکر نو آبادیوں کے دور افتادہ اور منقطع میدانوں تک میں پھیل گیا ہے - ایک همیشہ کا اقرار ہے جسکو زیادہ مستعدی کے ساتھہ دهرایا جارہا ہے ‘ اور ایک صبر اور ماضی فراموشی کا اعلان ہے جسکے اندر ارادہ کے استحکام اور مستعدی کے ثبات نے تاثیر پیدا کردی ہے -

لیکن افسوس کہ اسکے لیے هندوستان مجبور ہے - وہ اس سے بھی زیادہ کرنا چاهتا ہے مگر نہیں کرسکتا - اسکی جنگی زندگی قائم نہ رهی - اور اس نے بد قسمتی سے ایسے حالات میں پرورش پائی ‘ جنکی وجہ سے اسکے اندر " برطانی شہری " کا قوی احساس پیدا نہ ہوا - اسکا دل شہریت کے جوش سے خالی ہے ‘ اور اسکا ھاتھہ روح شمشیر کے بغیر مردہ هوچلا ہے -

اگر الجیریا کے ترک فرانس کیلیے سب سے بہتر بندوقچی ثابت ہوے اور تیونس کے وثیقہ عہد نے اپنی تلوار نیام سے نکالی تو هندوستان کے هندو مسلمان بھی اپنی گذشتہ جنگی روایتوں کو یاد رکھہ سکتے تھے اور آج اپنے ملک اور اسکے امن کی حفاظت کیلیے اپنی تلواروں کے جوهر دکھلا سکتے تھے - مگر افسوس کہ انکو اسکا موقع نہیں دیا گیا اور گذشتہ زندگی ایسی سرگذشتوں میں بسر هوئی جنکے بعد اسکی وفاداری کا امتحان گاہ اب زبان اور ارادے کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - جبکہ میدانوں میں جنگ آوروں کے کام کا اور حفاظت ملک کیلیے سرفروشوں کے کام کا وقت آیا ہے ‘ تو هندوستان اتنا هی کرسکتا ہے کہ اپنی وفاداری کا مکرر اعلان کردے ‘ اور اپنے نہتے هاتھوں اور بے ولولہ دلوں کو پیش کردے کہ اگر انسے کچھہ کام لیا جا سکتا ہے تو وہ حاضر ھیں !

تاهم هندوستان جو کچھہ کرسکتا تھا - اوس سے دریغ نہیں کیا - اسنے ماضی کے بھولنے اور حال کیلیے ایثار کرنیکی ایک ایسی مثال پیش کردی ہے ‘ جسے اگر روایتوں میں یاد رکھا جاے تو نامروزوں نہوگا - وہ اپنی بے دست و پائی اور افسردہ زندگی کے لحاظ سے صرف اتنا کرسکتا ہے کہ انگلستان کو اس نازک وقت میں اپنی جانب سے مطمئن کردے ‘ اور یقین دلادے کہ اسکی طرف سے ذرا بھی مشوش خاطر نہ هونا چاهیے - وہ اگر زندوں کی طرح شمشیر بدوش دوڑ نہیں سکتا تو پر امن غافل کی طرح خاموشی اور امن و سکون کے ساتھہ سوکر اپنی جانب سے کام کرنے والوں کو بے کھٹکے کام کرنے کا موقع دیسکتا ہے ‘ اور وہ ایسا هی کریگا -

اسلام نوع بشری کے حفظ و فلاح کیلیے ایک دین فطری اور صراط مستقیم ہے - اس نے فلاح معاد کے ساتھہ اصلاح معاش کے بھی اصول بتلاے ھیں - جو جماعت اُن اصولوں پر کار بند هوگی ‘ انکے نتائج حسنہ اسکا قدرتی ورثہ هوگا - ایک زمانے میں انکے کامل ترین محافظ و عامل مسلمان تھے - لیکن اب انکی حقیقت دنیا کی بہت سے قوموں میں بٹ گئی ہے -

اسلام نے قومی زندگی کے بقا و ثبات کے لیے ایک تعلیم اولین یہ دی تھی :

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب اور آپسمیں خانہ جنگی نہ کرو - اگر

ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین - (۸ : ۴۷) ایسا کروگے تو تمھاري قوت ضائع جالیگی' اور دشمنوں پر جو تمہارا بھرم قائم ہے وہ جاتا رهیگا - پس اپنے اندر ثبات و استقامت پیدا کرو - خدا کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھه ظاهر هوتي ہے !

حضرت موسی علیه السلام کا جب فرعون سے مقابله هوا' تو اسکی جماعت پر قہر الہی نے باهمي تنازع اور خانه جنگي کي صورت میں ظہور کیا تھا جیسا که سورہ طه میں ہے :

فتنازعوا امرهم بینهم و اسرو النجوی (۲۰ : ۶۲) پس فرعون کے لوگ اپنے معامله کے بارے میں باهم نزاع کرنے لگے اور پوشیدہ اور سازشانه سرگوشیاں ان میں شروع هوگئیں -

---

یه تعلیم تھي جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دی اور وہ اسپر کچھه عرصے تک کاربند رہے' لیکن افسوس که بہت جلد نزاع باهمی کے شیطان نے ظہور کیا' اور اب تو هر طرف عالم اسلامي پر جامع المتفرقین کي جگه اسي وسوسۂ مفرقه و مشتته کی حکومت ہے !

و کل حزب بما لدیهم فرحون !

لیکن آج دنیا کي زندہ قومیں اسپر عامل هیں اور موجودہ جنگ کے اندر بھي اسکا ایک یادگار منظر نظر آیا ہے -

جنگ سے چند گھنٹے پیشتر انگلستان کیسي عظام الشان خانه جنگي میں مبتلا تھا ؟ آئرلینڈ کے استقلال کی تحریک نے السٹر میں آگ لگادي' اور تمام آئرش پروٹسٹنٹ حکومت کی مخالفت پر آمادہ هوگئے - حتی که معامله انتہائی حد تک پہونچ گیا' اور تمام السٹر نے بغاوت اور جنگ کا اعلان کردیا - بہتر سے بہتر فوجي طیاریاں جو ایک زندہ قوم کرسکتی ہے وہ السٹر میں نظر آرهي تھیں اور صلح کی تمام کوششیں بیکار گئی تھیں - آخر میں خود شاہ کی طرف سے کانفرنس کا انعقاد هوا مگر پھر بھی کوئی نتیجه نه نکلا - آسٹریا اور سرویا میں جنگ کا اعلان ۲۸ جولائی کو هوا ہے - پہلي اگست کو یورپ کا عہد امن بالکلیه ختم هوگیا تھا - لیکن ۲۸ کی شام تک مشہور السٹرسٹ سر ایڈورڈ کارسن انگلستان سے جنگی مقابله کرنے کیلیے السٹر کے والنٹیروں کو جوش دلا رہا تھا !

اسی طرح اقتراعیه (سفریجٹ) عورتوں کي جنگی جماعت نے تمام برطانیه کے امن کو غارت کردیا تھا -

---

لیکن جونہی انگلستان کا خارجي مطلع غبار آلود هوا اور جرمنی کي حرکت جنگی کی پہلی گرج سنائي دي' معاً تمام آئرلینڈ اور جزائر برطانیه کی فضا پر انقلاب و تغیر کا ایک نیا موسم چھا گیا اور باهمي نزاع اور خانه جنگی کی تمام صدائیں آناً فاناً اسطرح نابود و معدوم هوگئیں' گویا دریاے ٹیمس کے کنارے داخلی جنگ کی کوئی آواز صدیوں سے آٹھی هی نه تھی - اب تمام ملک ایک عضو واحد بنکر باهر کے دشمن کیلیے شمشیر بکف طیار ہے !

السٹر کی تمام فوجي طیاریاں جو پہلے حکومت انگلستان کیلیے تھیں' اب دشمنوں کے مقابل هوگئیں' اور سر ایڈورڈ کارسن نے اعلان کردیا که جب تک باهر کا خطرہ باقي ہے' اس وقت تک همیں اپنا قصه بالکل بھلا دینا چاهیے !

وهی سر ایڈورڈ کارسن جو پہلی اگست سے چند گھنٹے پیشتر کہه رہا تھا که " یا جنگ یا موت " وهي اب بلفاسٹ میں اپنے پورے سابق جوش کے ساتھه اعلان کر رہا ہے جبکه السٹر کي جنگ آزمالے برطانیه کونسل اسکے سامنے ہے که :

محـــاصـــرۂ پیرس !

استحـــکامات پیرس

۱

جرمنی اسوقت پیرس سے ۳۰ میل پر موجود ہے اور محاصرۂ پیرس کا سوال غیر متوقع سرعت سے دنیا کے سامنے آگیا ہے -

جیسا که ایک جرمن مقاله نگار نے لکھا ہے' پیرس فی الواقع دنیا کا سب سے بڑا قلعه ہے - پیرس کے پاس مدافعت کے تین حلقے هیں جو ایک دوسرے سے بالکل علحدہ هیں' اور حمله آور فوج کے لیے ایک حلقۂ مدافعت کے فتح کرنے کے بعد دوسرے حلقه کی ایک مستقل منزل باقی رهجاتی ہے -

اگر آپ پیرس کے اندر سے چلیں تو سب سے پہلے آپکو ایک شہر پناہ ملیگی - اسکے بعد ان قدیم قلعوں کا حلقه ہے جنکا محاصرہ سنه ۱۸۷۰ میں پروشیا کي فوجوں نے کیا تھا - اس حلقه کے بعد وہ استحکامات هیں جو بالکل جدید ترین اصول پر تعمیر هوے هیں اور اپنی وسعت میں اگر کسي کو حریف تسلیم کرسکتے هیں' تو وہ صرف استحکامات اینٹورپ هیں -

یہه استحکامات اورے سے ۱۱ میل پر اور شہر پناہ سے ۸ میل پر واقع هیں - انکي شکل ایک دائرہ کي ہے جس کا دور ۷۵ میل مدور ہے -

اتنے وسیع دائرہ استحکام کے محاصرہ کے لیے کسقدر فوج کي ضرورت هوگي ؟ ماهرین جنگ نصف ملین یعنی ۵ لاکهه فوج تجویز کرتے هیں' لیکن جہاں اس پر فوجکشی کے لیے اسقدر لشکر چاهیے' وهاں انکی مدافعت کے لیے پیرس کے اندر اس تعداد کے نصف حصه کي بھی ضرورت نہیں - ان استحکامات کی حفاظت و مدافعت کے لیے ایک لاکهه ۷۰ هزار فوج کافي ہے -

ان قلعوں میں سے هر ایک قلعه میں ۲۴ سے لیکے ۶۰ تک وزنی توپیں اور ۶ سو سے لیکے ۱۲ سو تک آدمي هوتے هیں -

ان قلعوں کے متعلق جو مورچے اور باٹریاں هیں' ان میں سے هر ایک میں ۲ سو آدمي اور ۶ توپیں هوتی هیں -

(آتشگیر گولوں کا اثر)

ان قلعوں کی تاریخ تعمیر سنه ۱۸۸۵ ع سے شروع هوتي ہے - یہی وہ سال ہے جب قلعوں کی موجودہ طرز تعمیر کو قبول عام حاصل هوا ہے -

---

(بقیه مضمون پہلے کالم کا)

" ملک اور سلطنت کے فائدے کے لحاظ سے امن قایم رهنا بہت ضروري ہے - السٹر کے قومی والنٹروں کو چاهیے که ملک اور سلطنت کی اعانت کریں اور السٹر اور آیر لینڈ کے لیے عزت حاصل کریں - مجھے پوری امید ہے که السٹر کے والنٹیر انگلستان کے محکمه جنگ کے ماتحت اپنے افسروں کے ساتھه علیحدہ ڈویژن بناکر جنگ پر جائینگے اور انگلستان کے دشمن کے سامنے ایک هوکر لڑینگے "

انگلستان نے صرف ایک جرمني کیلیے اپني خانه جنگی موقوف کردي - لیکن آہ' آج عالم اسلامی جرمنی جیسے صدها دشمنوں میں هر طرف سے گھرا ہے' لیکن افسوس که مسلمان تعلیم اسلامي پر عمل کرنا ضروري نہیں سمجھتے' اور اپنے جنسي' وطني' قومی' مذهبی اور جماعتی اختلافات و نزاعات کے نزغات شیطانیه بدستور انپر محیط هیں ! فما لہا ولاء القوم' لا یکادون یفقہون حدیثا ؟

سنه ۱۸۸۵ ع تاریخ جنگ میں همیشه ممتاز رهیگا ' کیونکه اسی سال وه انقلاب انگیز ایجاد (یعنی آتشگیر گولے) وجود میں آے جنهوں نے قدیم طرز تعمیر میں ایک تغیر عظیم پیدا کردیا ' اور موجوده طرز تعمیر کو دنیا سے قبول عام کی سند دلوائی -

ان گولوں کا تجربه سب سے پہلے فرانس میں قلعه مالمیسن پر کیا گیا اور مختلف تجارب کے بعد قلعوں کے طرز تعمیر میں حسب ذیل تغیرات هوے :

(۱) کهنکار چهتیں ۶ - انچ سے لیکے ۱۰ - انچ تک موٹی بنائی جانے لگیں - ان چهتوں کی اهمیت کا اندازه کرنے کے لیے یه سمجهه لینا چاهیے که انهی چهتوں پر وه تمام آگ برستی هے جو قلعه شکن توپوں کے دهانوں سے نکلتی هے - انمیں وه برج بهی شامل هیں جو فصیلوں میں هوتے هیں اور جنمیں شدید گوله باری کے وقت محافظ فوج آکے پناه لیتی هے -

(۲) توپوں کے لیے وه برجیاں روشناس کی گئیں جو بوقت ضرورت گردش کرسکتی هیں ' اور بسا اوقات نظر سے بالکل هی غائب هوجاتی هیں -

توپیں خود قلعوں میں بہت تهوڑی تعداد میں رکهی جانے لگیں اور بقیه کے متعلق یه انتظام کیا گیا که یا تو وه قلعوں کے باهر کسی مخصوص مقام پر رهیں ' یا پهر ایک مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر نقل و حرکت کرتی رهیں -

اس حرکت و انتقال کا فائده یه هے که اگر دشمن کو توپونکا صحیح مقام معلوم هوجاے اور وه سنگین گوله باری کرے تو صرف چند توپوں هی کو نقصان پهونچا سکتا هے ' ورنه دوسری صورت میں اکثر توپونکے ضائع هوجانے کا خوف تها -

(۳) یه طے کیا گیا که قلعے باهم وابسته هوں ' یعنی انکے درمیان میں پیاده فوج کے خندقوں سے گهرے هوے مقامات ' موانع ' اور پیاده فوج کے ٹهرنے کیلیے بانس کی چهت کی پناه گاهیں هوں -

ان قلعوں میں یه خیال بهی عملاً تسلیم کیا گیا هے که قلعوں کے حلقه کو شهر کے باهر فاصله پر هونا چاهیے تاکه دشمن کی قلعوں پر گوله باری سے شهر کو کسی قسم کا نقصان نه پهونچے - چنانچه قلعه سهنسه سالر شهر پناه سے ۱۰ میل پر واقع هے -

(پیاده فوج کے فرائض)

اگرچه یه امر تعجب انگیز معلوم هوتا هے که قلعوں کی مدافعت میں بهی مدافعت کا سارا بار پیاده فوج هی پر پڑتا هے ' مگر کیا کیجیے که واقعه یهی هے -

اگرچه پیرس کی مدافعت میں قلعوں کے اندر سے توپوں کی آتشباری اور مختلف قلعوں کی آتشباری میں جو وقفے هونگے ' انکے اثناء میں باٹریوں کی آگے سے گوله باری هوگی اور یه دونوں آتشباریاں مهتم بالشان حصه لینگی ' مگر سچ یه هے که در اصل اعتماد تمامتر پیاده فوج هی کی مدافعت پر هوگا ' یعنی قلعوں کے درمیان میں انکے موانع هونگے اور لڑنے والی پیاده فوج کی صفوں کے مقامات کا سلسله هوگا -

ان آتشبار خندقوں کو برجوں سے مدد ملتی رهیگی - جو مختصر هیں ' هر طرف سے ساده وضع هیں ' بلکه یوں کهیں که درحقیقت پیاده فوج کے چهوٹے چهوٹے قلعے هیں - ان برجوں میں بهی سپاهیوں اور ساز و سامان کے لیے بانس کی چهت کی پناه گاهیں یا برجیاں هوتی هیں -

(ذرائع نقل و حرکت)

قلعوں کی مدافعت میں اول درجه کا اهم سوال ذرایع آمد و رفت کا سوال هے - کیونکه اس سے صرف یهی نهیں هوتا که ضروریات جنگ کے لیجانے میں سهولت هوتی هے ' بلکه مدافع فوج کو اس واقعه سے بڑا فائده اٹهانے کا موقع ملجاتا هے که وه داخلی خطوط پر لڑ رهی هے - یعنی جب که دشمن کی فوج ایک وسیع حلقه میں پهیلی هوئی هوتی هے ' تو اسوقت یه مدافع فوج قدرتاً ایک مقام پر مجتمع هوجاتی هے - پس اگر داخلی خطوط میں باهم آمد و رفت هوسکتی هو تو فوج بے تکلف حسب ضرورت ایک نقطه مدافعت سے دوسرے نقطه مدافعت تک جاسکتی هے ' یا دشمن کے کسی کمزور نقطه پر حمله کرنے کیلیے یکجا جمع هوسکتی هے -

یه یاد رکهنا چاهئے که جب تک شهر پناه اور قلعوں کے درمیان صف آرائی کی کافی گنجایش نه هو - اسوقت تک کسی ایک مقام پر حمله کے لیے جمع هونا مفید نهیں هو سکتا - یهی قلت وسعت تهی جسکی وجه سے سنه ۱۸۷۰ ع میں جنرل ٹروشو کے قلعوں سے نکل نکل کے حملے ناکام رهے ' اسلیے جب جنگ سنه ۱۸۷۰ کے بعد مدافعت کی دوباره اسکیم ترتیب دیگئی ' تو اسمیں یه امر خاص طور پر ملحوظ رکها گیا -

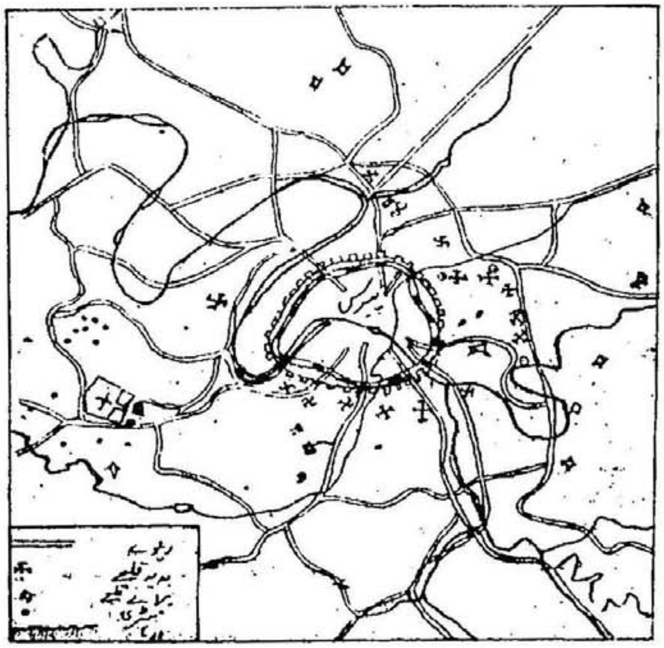

استحکامات پیرس کا ایک مجموعی منظر

دریاے مارن کے دوسرے جانب ولرس اور شیمپگنی کے قلعه میں - یه قلعه اسطرح بنائے گئے هیں که یهاں فوج دریاے مارن کے آگے جوابی حمله کے لیے جمع هو سکتی هے -

شهر پناه کے حدود سته پیمایش میں ۲۲ میل هیں - اسمیں ۹۳ برجیں ' ۶۷ پهاٹک ' اور ۹ ریل کے راستے هیں -

اسکے بعد ان قلعوں کا حلقه هے جو سنه ۷۰ ع میں مشهور هوے تهے - انکے حدود سته ۳۴ میل میں هیں - ان میں سے هر ایک کی قطع چهوٹی گرهیونکی سی هے - البته انمیں بکثرت برجیں هیں اور سوار بهی رهتے هیں -

شمال کی طرف تین قلعے هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعه وابسته هیں - یه قلعے سینٹ ڈینس کے گرد واقع هیں - ان میں ایک قلعه اسطرح بنایا گیا هے که سیلاب و طغیانی پر وه پوری طرح اقتدار رکهتا هے -

مراسلات

اسکے بعد دهنے یا بالفاظ دیگر مشرق کی طرف قلعه أمبررلر واقع هے جسکی کمان میں پرنڈینی کا مشهور جنگل هے -

یه چارون قلعے نسبتاً پست زمین پر واقع هیں - شرقی استحکامات ۳ سو فت سے لیکے ۳ سو ٥٠ فیت تک بلند زمین پر قائم هیں - ان استحکامات میں ۴ قلعے اور مختلف چهرتے برج هیں' سینٹ مارلیس ' فراسیس کے قریب دو برج هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعه سے وابسته هین - اور دریائے سین اور مارنے کے مابین قلعه شارینٹن واقع هے -

شهر کے جنوب میں شهر پناه سے ایک میل پر بهی قلعوں کا ایک سلسله موجود هے - یه قلعے اگرچه بجاسے خود نهایت مستحکم طور پر بنے هیں' مگر جیسا که سنه ۱۸۷۰ ع میں تجربه هوچکا هے' یه زالقدر توپوں کے مقابله میں محض بیکار هیں -

شهر کے مغرب میں قلعه مونٹ ویلیرن هے ' اسکا ارتفاع سطح سمندر سے ٥۳٦ فیت اور سطح دریا سے ۴٥٠ فیت هے - یهاں پهنچکر قلعوں کے داخلي خط کي فهرست مکمل هو جاتي هے - اس آخر الذکر قلعه کي تعمین و استحکام ان استحکامات کے ذریعه کي گئي هے جو اثناء محاصره ۱۸۷۰ میں عارضي طور پر بنالیے گئے تهے مگر بعد کو مستقل کر دیے گئے -

خندقوں سے گهرا هوا کیمپ تین حصوں میں منقسم هے : شمالی' مشرقي ' اور جنوبي و مغربي - شمالی حصه میں مقام سین کے شمالي کناروں پر ایک بهت وسیع اور طویل پشته هے جسکی شکل مقناطیس کے زور بڑهانے والے لوهے کي سي هے -

یه پشته کوئي ٥٦٠ فیت بلند هے - اس پشته پر استحکامات کا ایک مجموعه هے جو کارمیلس نامي کاوں کے نام سے موسوم هے -

سینٹ ڈینس سے ٥ میل کے فاصله پر مونٹسگلنن ڈیومونٹ کے استحکامات واقع هیں - مونٹسگلنن ٦ - سو سے لیکے ٦ سو ۷٠ فیت تک بلند هے - مقام ایکوین میں ایک علحده پهاڑي پر ایک قلعه اور ایک برج هے ' اور انکے دهنے جانب قلعه سیٹن اور دو باٹریاں هیں -

مشرقي حصے میں مقام (پوزیشن) وین جور هے جو تمام قلعوں سے نمایاں تر قلعه هے - اور شهر کے شمالي پهلو بذیعوز سے ۳ میل پر دهنے جانب شیلس میں واقع هے' جو وادي لورنے کے راستوں اور ریلوے لائینوں کو روکتا هے مالو نے کے دوسري جانب ویلسر اور شمپگنی کے قلعے هیں - انکے دهنے جانب بوسي سینٹ لیجر کے قریب ایک اور قلعه هے اور اس تمام حصه کے دهنے جانب ویلینیوسینٹ جوارج کے استحکامات هیں - جنوبی و مغربی حصه میں ایک طاقتور قلعه بنایا گیا هے جسکا نام پیلی سن هے اور اسکے ساتهه باٹریاں بهی هیں - اسکا اقتدار سیتي ویلي پر هے

قلعه پیلی‌سین کے پیچهے ' اس قلعه کي اور قلعه شیلن کي درمیاني مسافت کے نصف حصه پر قلعهاے ویریرس کا مجموعه هے - پیلی سین کے دهنے جانب ویرشلیس کي بلندي پر چند استحکامات هیں اور ویرسلیس کے گرد قلعه سینٹ سائر کے دهنے بائیں باٹریوں کا ایک نصف دائره پهیلا هوا هے - مارلیے کے گرد مختلف مقامات پر کوئی سات یا آٹهه باٹریاں اور بهي هیں -

---

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوی

(٥)

(مدارس قدیمه میں تعلیمي اسٹرائک)

قدیم نظام تعلیم اگرچه تجارتی اصول پر قائم نه تها ' تاهم مناظره اسکا ایک ضروري جزو هوگیا تها جسنے طلباء کو نهایت آزاد اور دلیر بنا دیا تها - اس لیے وه اساتذه پر علانیه نکته چیني کرسکتے تهے ' اور کبهي کبهي ناگواري کی نوبت یهاں تک پهنچ جاتي تهي که اساتذه سے علانیه علحدگي اختیار کر لیتے تهے - امام محمد ' امام شافعی کے استاد تهے ' لیکن انهوں نے ایک مجمع میں اهل مدینه کي هجو کي اور کها که "مینے اهل مدینه کے رد میں ایک کتاب لکهي هے ' جسکے ایک نقطے کو بهي کوئی اپني جگه سے نهیں هٹا سکتا " امام شافعي اهل مدینه کي بڑي عزت کرتے تهے ' اسلیے غصه سے بیتاب هوگئے اور کها : " بسم الله " اور " صلي الله " کے سوا آپ کي کتاب کا ایک ایک حرف غلط هے " (۱)

امام بخاري اور امام ذهلي میں مسله خلق قرآن کے متعلق ایک لفظی نزاع پیدا هوگئی - ذهلي نے حکم دیدیا که همارے حلقه درس کا کوئی طالب العلم امام بخاري کے پاس درس حاصل کرنے کیلیے نه جاے - تمام طلبا رک گئے لیکن امام مسلم باز نه آے ' امام ذهلی کو اسکی خبر لیگئی اور کها گیا که حجاز و عراق میں بهی ان کو اس عقیده سے روکا گیا تها مگر وه اس پر قائم رهے اس بنا پر امام ذهلي نے اپنے حلقهٔ درس میں عام منادي کردي که "جو شخص الفاظ قرآن کو مخلوق کهتا هے وه همارے مجلس درس میں آنے نه پاے" (۱) امام مسلم سرپر چادر تان کر علانیه حلقهٔ درس سے اٹهه کهڑے هوے ' اور جو حدیثیں امام ذهلي کے حلقهٔ درس میں لکهي تهیں ان سب کو جمع کر کے ایک مزدور کے ذریعه سے امام ذهلی کے پاس بهیجدیں - (۲) واصل بن عطاء اور امام حسن بصري میں (وه واصل کے استاد تهے) ایک مسئله کے متعلق اختلاف پیدا هوگیا' اور بات اسقدر بڑهی که واصل نے اوسي

---

(۱) مناقب الشافعی للرازی ص ۳۲ نسخه قلمی -

(۱) ندوه میں بخاري کے درس اور مولود کي رکاوٹ پر طلبا کے طرز عمل کو بهی اسی پر قیاس کرنا چاهیے

حقیقت یه هے که اسلام نے دو اصول قائم کردیے هیں ' ایک تو یه که معصیت پر اطاعت نهیں کرنا چاهیے ' دوسرے یه که ایک شخص کسیکا حق بخوشی نهیں دیتا ' تو اوسکو وه جبراً لے سکتا هے' (دیکهو ابو داود جلد ۲ صفحه ۳۱۱ کتاب الجهاد' و ص ۱۳٦ کتاب الاطعمه) پس جو لوگ اسٹرائک کو ناجائز قرار دیتے هیں ' انکو پہلے یه ثابت کرنا چاهیے' که یه دونوں اصول غلط هیں ' انهیں دونوں اصولوں کی بنا پر بیٹا باپ پر مقدمه دائر کرسکتا هے ' اور شریعت و اخلاق کی عدالت میں مجرم نهیں قرار پا سکتا -

(۲) ابن خلکان مطبوعه مصر جلد ۲ ص ۹۱

مسجد کے ایک گوشے میں اپنا حلقۂ درس علحدہ قائم کرلیا (٣) ـ

لیکن جب اسلام کا نظام تعلیم تجارتی و سیاسی اصول پر قائم ہوا تو تجارت و سیاست کے تمام لوازم پیدا ہوگئے ' جن میں ایک موجودہ دورکی اسٹرائک بھی تھی - چنانچہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں دو طلباء کو ایک انتظامی معاملہ پر سزا دیگئی ' اس پر طلبا نے برہم ہوکر جن افعال شنیعہ کا (باصطلاح مسٹر محمد علی) ارتکاب کیا ' اسکو ابن اثیر نے ان الفاظ میں لکھا ہے :

ما غلق الفقہاء المدرسۃ و القوا کرسی الوعاظ فی الطریق ' و صعدوا سطح المدرسۃ لیلاً و استغاثوا و ترکوا الادب و کان حینئذ مدرسہم الشیخ ابا النجیب السہروردی (سید الطائفۃ السہروردیۃ) (١)

تو فقہاء نے مدرسہ کا دروازہ بند کرلیا ' اور واعظوں کی کرسیاں راستے میں پھینکدیں اور رات کو مدرسہ کی چھت پر چڑھ گئے ' اور شور و غل کیا اور ادب کو بالاے طاق رکھدیا - اسوقت انکے مدرس شیخ ابوالنجیب سہروردی تھے

لیکن اوسوقت نہ تو اس جرم پر طلباء کو سزا دیگئی ' نہ انکو فتنہ پرداز کہا گیا ' نہ انکو مجنون و سفیہ بنایا گیا ' نہ اون پر لعنت و ملامت کے ورث پاس کیے گئے ' بلکہ خود مدرس اعظم کو سلطنت سے معافی مانگنی پڑی (٢)

(کمیشن تحقیقات)

جب کوئی گروہ اسٹرائک کرتا ہے تو اوسکے شکایات و مطالبات پر غور کرنے کیلیے ایک کمیشن مقرر کیا جاتا ہے جو ضروری شہادتیں لیکر مناسب فیصلہ کر دیتا ہے - تعلیمی اسٹرائکوں میں کمیشن کا تقرر عملاً اصول ذیل کا پابند ہوتا ہے :

(١) تقرر کمیشن یا کم از کم تحقیقات سے پہلے اسٹرائک بند کرادی جاتی ہے -

(٢) ارکان کمیشن وہی لوگ ہوتے ہیں ' جو انتظام اندرونی سے تعلق رکھتے ہیں -

(٣) کمیشن خفیہ طور پر تحقیقات کرتا ہے ' پبلک کو اسکی خبر نہیں ہوتی -

(٤) ہر کمیشن کا فیصلہ چند طلباء کے نام ضرور خارج کرتا ہے -

(٥) اساتذہ و منتظمین پر بہت کم آنچ آتی ہے ' اور اگر بانتہا ضرورت اسیکو موقوف بھی کیا جاتا ہے ' تو بلطائف الحیل - لیکن ہمکو غور کرنا چاہیے کہ تحقیقات کا یہ طریقہ اصول شریعت کے مطابق ہے یا نہیں ؟ خوش قسمتی سے اسکے متعلق صحیح بخاری میں ایک مصرح واقعہ موجود ہے ' جو اس بحث کا فیصلہ ناطق ہوسکتا ہے ' (٢) " اہل کوفہ نے حضرت عمر (ض) سے حضرت سعد (ض) کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ' حضرت عمر (ض) نے سعد (ض) کو فوراً معزول کرکے انکی جگہ پر عمار (ض) کو بھیجدیا - پھر سعد کو بلا کرفرمایا کہ " یہ لوگ (اہل کوفہ) کہتے ہیں ' کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھاتے " - سعد نے کہا

(١) ملل والنحل زیدی ص ٥٣ - ابن اثیر جلد ١١ ص ٧٩ واقعات سنہ ٥٤٧ھ -

(٢) یہ تحقیقات اگرچہ اسٹرائک سے تعلق نہیں رکھتی ' تاہم رفع قضیہ و اظہار شکایت میں یہ واقعہ اسٹرائک سے مشابہت رکھتا ہے - یہ شکایت پبلک کام کے متعلق علانیہ کی گئی تھی جو اسٹرائک کے مقاصد سے بالکل مشابہ ہے ' اسلیے دونوں کے طریقہ تحقیقات کو بھی یکساں ہونا چاہیے -

" خدا کی قسم میں انکو بالکل آنحضرت کے طریقہ پر نماز پڑھاتا ہوں ' اس میں ذرہ برابر کمی نہیں کرتا ' عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں تو اول دو رکعتوں میں طول دیتا ہوں ' اور آخر کی رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں ' حضرت عمر (رض) نے فرمایا " تمہاری نسبت یہی حسن ظن تھا " پھر ان لوگوں کے ساتھ تحقیقات کرنے کے لیے چند آدمی کر دیے - وہ لوگ کوفہ گئے اور ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی - تمام لوگوں نے سعد کی تعریف کی ' لیکن جب بنوعبس کی مسجد میں پہونچے ' تو ایک شخص نے جسکا نام اسامہ بن قتادہ تھا کہا : " اگر تم ہم سے قسم دیکر پوچھتے ہو تو واقعہ یہ ہے کہ سعد (ض) فوج کے ساتھ نہیں جاتے - انصاف کے ساتھ مال نہیں تقسیم کرتے - مقدمات کے فیصلہ میں عدل نہیں کرتے " - سعد (رض) نے اوسکو بددعا دی اور وہ اوسپر پڑ گئی - (١) اس واقعہ سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(١) تحقیقات سے پہلے اوس مدرس یا منتظم کو معزول کردینا چاہیے جسکے خلاف شکایت کی گئی ہے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے کیا -

(٢) تحقیقات خارجی اشخاص کے ذریعہ سے ہونی چاہیے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے خود مدینہ سے تحقیقات کے لیے چند آدمیوں کو روانہ فرمایا

(٣) تحقیقات پبلک طور پر ہونی چاہیے ' جیسا کہ ان لوگوں نے ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی -

(٤) تحقیقات دوران اسٹرائک ہی میں ہونی چاہیے ' چنانچہ حضرت عمر (رض) نے کوفہ والوں سے یہ نہیں کہا " کہ پہلے تم لوگ سعد (ض) کے ساتھ نماز پڑھو پھر معاملہ پر غور کیا جائیگا " -

(٥) جو لوگ اسٹرائک کے ذریعہ سے اظہار شکایت کرتے ہیں اونکو کسی قسم کی سزا نہیں دینی چاہیے ' چنانچہ کوفہ والوں نے جو شکایت کی تھی ' با وجودیکہ وہ تحقیقات سے غلط ثابت ہوئی ' تاہم حضرت عمر (ض) نے اونکو کوئی سزا نہیں دی -

(٦) یہ ضروری نہیں کہ جو شکایت ہو اوسی کا مطالبہ بھی کیا جائے ' بلکہ خاص شکایت کو عام مطالبات کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ' چنانچہ ان لوگوں نے نماز کی شکایت کی تھی ' لیکن مطالبہ یہ تھا کہ سعد فوج میں نہیں جاتے ' انصاف نہیں کرتے -

شریعت کے ساتھ عقل بھی اسی طریقہ تحقیقات کی تائید کرتی ہے - مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد عدالت کا قائم کرنا ایک فعل مہمل ہے - جماعت منتظمہ بالذات یا بالواسطہ فریق ہوتی ہے ' اور کوئی فریق جج نہیں ہوسکتا - جب شکایت کا طریقہ پبلک ہے تو تحقیقات بھی پبلک طور پر ہونی چاہیے - مقدمہ دائر کرنا یا افسروں کی شکایت کرنا کوئی جرم نہیں ہے جسکی سزا دی جاتی ہے - زیادہ سے زیادہ مقدمہ خارج کر دیا جا سکتا ہے - طلبا کا وجود مدرسہ میں عارضی ہوتا ہے ' لیکن مدرسین و منتظمین مستقل ہوتے ہیں ' اس لیے انکے موقوف نہ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ شر محکم کو اور مستقل کردیا گیا - سزا ہمیشہ عبرت کے لیے دیجاتی ہے ' اور خفیہ موقوفی سے یہ مدعا حاصل نہیں ہوتا - کہا جاتا ہے کہ اس سے مدرسین کی توہین ہوگی جو اصول تعلیم کے مخالف ہے - لیکن سزا تو توہین ہی کے لیے دیجاتی ہے ' اور انتظامی معاملات میں قانون کا احترام اخلاق سے زیادہ کیا جاتا ہے - لیکن ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا طور عمل بالکل ان مذہبی و عقلی اصول کے مخالف ہے ' اور وہ لوگ بھی اسکی پیروی کرتے ہیں ' جو ایک ایسے مدرسہ کو چلانا چاہتے ہیں ' جو عقل و نقل میں تطبیق دینے کا مدعی ہے ! ان ہذا لشی عجاب -

(١) بخاری جلد ١ ص ٩٥ مطبوعہ مصر -